وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ج
اور خاوند والی عورتیں مگر جن کے مالک ہوجائیں تمہارے ہاتھ ف۱

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ج وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ
حکم ہوا اللہ کا تم پر ف اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا ف۲ بشرطیکہ

تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ط فَمَا
طلب کرو ان کو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو ف۳ پھر جس

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ط
کو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے ف۳

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ
اور گناہ نہیں تم کو اس بات میں کہ ٹھہرا لو تم دونوں آپس کی رضا سے مقرر

الْفَرِيْضَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٢٤﴾ وَمَنْ لَّمْ
کئے پیچھے ف۴ بیشک اللہ ہے خبردار حکمت والا ف۲ اور جو کوئی نہ

يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
رکھے تم میں مقدور اس کا کہ نکاح میں لائے بیبیاں مسلمان ف۴

فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ط
تو نکاح کرے ان سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں جو کہ تمہارے آپس کی لونڈیاں ہیں مسلمان

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ط بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ج فَانْكِحُوْهُنَّ
اور اللہ کو خوب معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس میں ایک ہو ف۵ سو ان سے نکاح کرو

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
ان کے مالکوں کی اجازت سے اور دو ان کے مہر موافق دستور کے

مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ج فَاِذَآ
قید میں آنے والیاں ہوں نہ مستی نکالنے والیاں اور نہ چھپی یاری کرنے والیاں ف۶ پھر جب

(حاشیہ: ۔ ع ۹ ۔ ع ۹)

۱۔ دو سوال کا جواب دیا گیا ہے ۔ اور جو نفع میں استعمال کیا گیا ہے خواہ تمتع حقیقی یا اقتدار ان کو مہر دینا ہوگا ۱۲

۲۔ متعہ کی نفی کی طرف اشارہ ہے ۱۲

سے نکاح جائز نہیں کیونکہ فتیٰتکم کے بعد المؤمنات کی قید موجود ہے لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لونڈی خواہ مومنہ ہو خواہ کتابیہ سے ہر صورت نکاح جائز ہے۔ حرّہ سے نکاح کی استطاعت ہو یا نہ ہو کیونکہ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اور وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ دونوں مطلق ہیں جو نکاح امہ کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور تخصیص و تقیید کے لئے دلیل کی ضرورت ہے باقی رہا مفہوم شرط اور مفہوم صفت تو وہ امام کے نزدیک حجت نہیں ہے کما تقرر فی الاصول ف۲ یہاں ان شادی شدہ لونڈیوں کی سزا بیان کی گئی ہے جن سے زنا کا ارتکاب ہو جائے۔ کنواری آزاد عورت کیلئے زنا کی حد سو کوڑے ہے جیسا کہ سورۂ نور میں مذکور ہے اور لونڈی کیلئے اسکا نصف یعنی پچاس کوڑے ہے ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ الخ عنت سے مراد زنا ہے جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ھو الزنا لانہ سبب الھلاک (مدارک ج ۱ ص ۱۱) یعنی آزاد عورتوں کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی اجازت اس لئے دی گئی ہے تاکہ تم گناہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ لیکن اگر تم اپنے جذبات کو قابو میں رکھ سکو اور لونڈیوں سے نکاح نہ کرو اور نکاح کی استطاعت کا انتظار کرو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے کیونکہ لونڈی سے نکاح کی صورت میں اس سے تمہاری اولاد اپنی ماں کے تابع ہوگی اور غلام ہوگی اس لونڈی کا مالک تمہاری اولاد کو فروخت کرنے کا مجاز ہوگا۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ الخ نکاح سے

موضح قرآن ف۱ سات ناتے حرام فرمائے ایک ماں اس میں داخل ہے نانی اور دادی یعنی جو عورت اس شخص کی جڑ ہے۔ دوسری بیٹی اس میں داخل ہے نواسی اور پوتی یعنی جو اسکی شاخ ہے تیسری بہن چوتھی بھتیجی پانچویں بھانجی یعنی جو اس کے ماں باپ میں ملتی ہے چھٹی پھوپھی اور ساتویں خالہ یعنی جو ماں باپ سے اوپر ملتی ہیں بشرطیکہ بیواسطہ ملتی ہو اور جو واسطے سے ملے وہ حلال ہے جیسے پھوپھی کی بیٹی۔ اور دودھ کے دو ناتے فرمائے ماں اور بہن اشارہ ہے کہ ساتوں ناتے اس میں بھی حرام ہیں اور سسرال کے چار ناتے فرمائے عورت کو مرد کی جڑ اور شاخ اور مرد کو عورت کی جڑ اور شاخ مگر شاخ جب حرام ہے کہ نکاح کے بعد صحبت بھی ہوئی ہو اور جڑ فقط نکاح سے حرام ہے دودھ سے بھی یہ چار ناتے حرام ہوئے لیکن دودھ پینا وہ معتبر ہے کہ اسی عمر میں پئے۔ بڑی عمر میں پینا معتبر نہیں اس جگہ ناتا سگا اور سوتیلا اور اخیافی سب برابر ہے اور دودھ میں بھی سوتیلا ناتا معتبر ہے اور بعد اسکے منع فرمایا جمع کرنا دو بہنوں کا اس اشارت سے معلوم ہوا کہ ساتوں ناتوں کا جمع کرنا حرام ہے اور سسرال کے ناتوں میں جمع کرنا حرام نہیں آخر کو حرام فرمائی نکاح بندھی عورت یعنی ایک کے نکاح میں ہے تو ہر کسی کو اسکا نکاح حرام ہے مگر یہ کہ اپنی ملک ہو جاوے اس کی صورت یہ کہ کافر مرد اور عورت میں نکاح تھا۔ وہ عورت قید میں آئی جسکو پہنچی اسکو حلال ہے اگر دودھ کا ناتا یا سسرال کا مرد کو اپنی لونڈی سے ہے تو اسکی صحبت حرام ہے مگر ملک میں رہا کرے اور یہ فرمایا کہ عورتیں تمہاری بیٹیوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں یعنی لے پالک کو بیٹا نہ جانو کسی حکم میں وہ بیٹا نہیں ف۲ یعنی جو عورتیں حرام فرما دیں ان کے سوا سب حلال ہیں لیکن چار شرط سے۔ اول یہ کہ طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب و قبول درمیان آوے دوسرے یہ کہ مال دینا قبول کرو یعنی مہر تیسرے یہ کہ قید میں لانے کی طرح ہو مستی نکالنے کی نہ ہو یعنی ہمیشہ کو وہ عورت اس مرد کی ہو جاوے اس کے چھوڑے بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا ذکر نہ آوے کہ مہینے تک یا برس تک اس سے متعہ حرام ٹھہرا۔ چوتھی شرط سورۂ مائدہ میں فرمادی اور یہاں بھی لونڈیوں کے نکاح میں آگے فرمائی ہے کہ چھپی یاری نہ ہو یعنی لوگ شاہد ہوں کم سے کم دو مرد یا ایک مرد دو عورت پھر فرمایا کہ جو کام میں آئی اسکا مہر پورا دینا پڑا یعنی کام میں آئی یعنی صحبت ہوئی یا خلوت ہوئی۔ اب کسی طرح مہر نہیں چھوٹتا اور جب تک کام میں نہیں آئی تو اگر مرد چھوڑے تو آدھا مہر دے اور اگر عورت ایسا کام کرے کہ نکاح ٹوٹ جاوے تو سب مہر اتر گیا پھر فرمایا کہ بعد مہر مقرر کرنے کے جو دونوں اپنی خوشی سے بڑھا دیں یا گھٹا دیں وہ بھی معتبر ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی اگر زنی را از دار الحرب اسیر کردہ اند نکاح و تسری او صحیح بود ہر چند آنجا زوج داشتہ باشد ۱۲ ف۲ یعنی نکاح صحیح آنست کہ با مہر باشد و مؤبد باشد بحسب ظاہر زیرا کہ جو حاجت جماع ہمیشہ است احصان بدون عقد مؤبد حاصل نشود ۱۲ ف۳ یعنی بجماع تمام مہر لازم می شود ۱۲ ف۴ یعنی بعد مقرر کردن اگر بتراضی زیادہ یا کم کنید باک نیست ۱۲ ف۵ یعنی کنیزکان نیز بنات آدم اند ۱۲ ف۶ مترجم گوید فاروق در نکاح و اتخاذ اخدان شرط شہود است و در احصان و سفاح مؤبد بودن عقد بحسب ظاہر واللہ اعلم ۱۲

متعلق تین احکام بیان کرنے کے بعد بیان کی وجہ بتا دی کہ یہ نکاح کی حلت و حرمت کے احکام اس لئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ تمہیں ان کا علم ہو جائے اور تم ان پر عمل کر کے گناہ سے بچ سکو اور انبیاء علیہم السلام و صالحین کی راہ پر چل سکو۔ ۲۳ گیارہواں حکم رعیت :- پہلے مال حرام کھانے کے مخصوص تین طریقوں سے منع فرمایا، یتیم کا مال ناحق کھانا، بیوی کا مہر بلا معافی دبا جانا اور میراث میں سے وارثوں کا حق مار لینا اب یہاں مال حرام کھانے سے عام ممانعت فرمائی کہ کسی بھی ناجائز طریقہ سے کسی کا مال نہ کھاؤ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اور مال حرام کھانے، شرک کرنے اور اسی طرح کے دوسرے گناہوں سے اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ ایسے گناہوں کا ارتکاب اپنے آپ کو قتل کرنے اور ہلاکت میں ڈالنے کے مرادف ہے۔ المعنی لا تھلکوا انفسکم بارتکاب الآثام کاکل الاموال بالباطل وغیرہ من المعاصی التی تستحقون بھا العقاب (روح ج ۵ ص ۱۶)۔ یا یہ اپنے ظاہر پر ہے اور اس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی نہی ہے ۲۴ کبائر کبیرہ کی جمع ہے۔ کبائر سے مراد وہ گناہ ہیں جن پر کتاب و سنت میں سزا اور

اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا

وہ قید نکاح میں آچکیں تو اگر کریں بے حیائی کے کام تو ان پر آدھی سزا ہے

عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ

بیبیوں کی سزا سے ف ۱ ۲۲ یہ اس کے واسطے ہے جو کوئی ڈرے تم میں سے تکلیف

مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾

میں پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حق میں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف ۱

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ

اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے واسطے اور چلائے تم کو پہلوں کی

مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾

راہ اور معاف کرے تم کو اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ قف وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ

اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر متوجہ ہووے اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو

يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ

لگے ہوئے ہیں اپنے مزوں کے پیچھے کہ تم پھر جاؤ راہ سے بہت دور ف ۲ اللہ

اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان بنا ہے کمزور ف ۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں

بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف

ناحق ف ۲ ۲۳ مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾

اور نہ خون کرو آپس میں بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔

وعید وارد ہو یا ہر گناہ اپنے ماتحت کے اعتبار سے کبیرہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ کبائر سے یہاں انواع کفر و شرک مراد ہیں حملوا قولہ تعالیٰ کبائر ما تنھون عنہ علی انواع الشرک والکفر (بحر ج ۳ ص ۲۳۳) یعنی اگر تم کفر و شرک کی تمام انواع سے اجتناب کرو گے تو باقی گناہ اللہ تعالیٰ جسے چاہیگا معاف کر دیگا مگر شرک معاف نہیں ہوگا۔ ۲۵ بارہواں حکم رعیت (جن وارثوں کے حصے زیادہ ہیں ان کو حصہ پورا پورا دو اور اپنے حق سے زیادہ لینے کی خواہش نہ کرو) یہاں تفضیل سے میراث کے حصوں میں تفضیل مراد ہے بقرینہ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا الخ ورثاء کے حصے کم و بیش مقرر کئے گئے ہیں کسی کا حصہ زیادہ ہے اور کسی کا کم اس لئے حکم دیا گیا کہ کسی کا حق مار لینا اور اس کے حصہ میں کمی کرنا تو در کنار یہ تو صریح ظلم ہے تم اپنے حصہ سے زیادہ لینے کی خواہش بھی نہ کرو۔ پہلے فرمایا کہ لوگوں کا مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ اب فرمایا کہ باطل طریقہ سے مال کھانے کا خیال بھی دل میں مت لاؤ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ہر انسان کے اپنے اپنے وارث ہوتے ہیں اس لئے ہر ایک کو میراث سے صرف اپنا حصہ ہی لینا چاہیئے اور دوسرے کا حق لینے کی تمنا اور آرزو نہیں کرنی چاہیئے یبین تعالیٰ ان لکل انسان ورثۃ وموالی فلینتفع کل واحد بما قسم اللہ لہ من المیراث ولا یتمن مال غیرہ (قرطبی ج ۵ ص ۱۶۵) بعض مفسرین کا قول ہے کہ جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے موالات کا عقد کر لیتا تھا اور ان میں یہ بات طے پاتی تھی کہ ایک سے لڑائی دوسرے سے لڑائی اور ایک سے صلح دوسرے سے شمار ہوگی اور دونوں ایک دوسرے کا تاوان ادا کریں گے اور دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اس طرح مولی موالات کو میراث سے چھٹا حصہ ملتا تھا ابتداء اسلام میں بھی اس پر عمل کرنے کا حکم بحال رہا چنانچہ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ میں یہی حکم مذکور ہے پھر یہ حکم اسی آیت کے پہلے حصہ یعنی وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ اور دوسری آیات میراث سے منسوخ ہو گیا (من الکبیر وغیرہ) لیکن حضرت ابن عباس رض اور مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان جو اخوت (بھائی چارہ) قائم کی تھی اسکی وجہ سے ہر مہاجر اپنے انصاری بھائی کا وارث ہوتا تھا اور انصاری کے رشتہ دار وارث نہیں ہوتے تھے۔ جب یہ آیت وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ نازل ہوئی تو وہ

موضح قرآن ف ۱ فرمایا کہ جس کو مقدور نہ ہو آزاد عورت نکاح کر نیکا اور صبر میں ڈرتا ہو کہ مجھ سے حرام ہو جائے تو روا ہے کہ کسی کی لونڈی نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شاہد لازم ہوئے اور جس کے نکاح میں ایک عورت آزاد ہے اس کو کسی کی لونڈی سے نکاح حلال نہیں اور ان پر جو آدھی مار فرمائی یعنی آزاد مرد یا عورت اگر نکاح سے فائدہ لے چکے پھر زنا کرے تو سنگسار ہے اور بغیر نکاح کے زنا کرے تو سو کوڑے مارے سو فرمایا کہ لونڈیوں کو نکاح کئے پر بھی زنا کی حد پچاس کوڑے ہیں زیادہ نہیں یہی حکم ہے غلام کا ف ۲ یعنی بری صحبت جو آدمی کا دل دوڑا دے برے کام پر اور شرع پر مقید نہ ہونے دے ف ۳ یعنی شرع میں کسی چیز کی تنگی نہیں کہ کوئی حلال کو چھوڑے اور حرام کو دوڑے۔

حکم منسوخ ہوگیا اس کے بعد وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِیْبَھُمْ سے حلفاء موالی یعنی ان لوگوں کا حصہ ادا کرنے کا حکم دیا جن سے باہمی تعاون اور نصرت کا عہد باندھا گیا ہو ان لوگوں کے حصہ سے ان کی خیر خواہی، انھیں آرام پہنچانا اور حسب معاہدہ ان سے تعاون اور بذریعہ وصیت ان کی مالی امداد وغیرہ مراد ہے ۔ وفی روایۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما اخرجھا البخاری و ابوداؤد والنسائی وجماعۃ انہ قال فی الاٰیۃ کان المھاجرون لما قدموا المدینۃ یرث المھاجر الانصاری دون ذوی رحمہ للاخوۃ التی اٰخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینھم فنزلت (ولکل جعلنا موالی) نسخت ثم قال (والذین عاقدت ایمانکم فاٰتوھم نصیبھم) من النصر والوفادۃ والنصیحۃ وقد ذھب المیراث ویوصی لہ وروی عن مجاھد مثلہ (روح ج ۵ ص۲۳ کذا فی القرطبی ج ۵ ص۱۶۵)
اس طرح آیت کے دوسرے حصہ کو پہلے حصہ سے منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض مفسرین کا خیال ہے بلکہ آیت کے دونوں حصے اپنی جگہ محکم اور برقرار ہیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی توجیہ کو پسند فرماتے تھے آپ فرماتے تھے

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ
اور جو کوئی یہ کام کرے تعدی سے اور ظلم سے تو ہم اس کو ڈالیں گے
نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ
آگ میں اور یہ اللہ پر آسان ہے ف۱ اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے
مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ
جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کردیں گے تم سے چھوٹے گناہ تمہارے ف۲ اور داخل کریں گے تم کو
مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝۳۱ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ
عزت کے مقام میں ف۱ ف۳ اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی دی اللہ نے
بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ
ایک کو ایک پر ف۲۵ مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے
وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ
اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ سے اس
فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۳۲ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا
کا فضل بے شک اللہ کو ہر چیز معلوم ہے ف۳ اور ہر کسی کے لیے ہم نے مقرر کردیے
مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ
ہیں وارث اس مال کے کہ چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے
عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
معاہدہ ہوا تمہارا ان کو دے دو ان کا حصہ بیشک اللہ کے
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝۳۳ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى
روبرو ہے ہر چیز ف۲ ف۴ مرد حاکم ہیں
النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ
عورتوں پر ف۲۶ اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر ف۳ اور اس واسطے کہ

اگر ایک آیت کے دو معنی ہو سکیں ایک معنی کے اعتبار سے آیت منسوخ ہو اور دوسرے کے اعتبار سے غیر منسوخ تو آیت کو اس معنی پر محمول کیا جائے جس پر وہ منسوخ نہ ہو اور اس معنی کو معنی اتفاقی کہتے ہیں ۔ ف۲۵ تیرھواں حکم رعیت وراثت میں بے شک عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک ہیں لیکن دو باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر منتظم مقرر کیا ہے اور ان کو ان پر بالادستی اور تسلط کی شان عطا فرمائی ہے بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ میں با سببیہ ہے اور یہ مردوں کے عورتوں پر قوام ہونے کی پہلی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو علم و عقل، فہم و تدبر اور قوت و قدرت میں عورتوں پر جو برتری اور فضیلت عطا فرمائی ہے اس بنا پر وہی اس شرف کے مستحق ہیں کہ نظام کار انہی کے ہاتھ میں ہو اور عورتوں پر انھیں تسلط حاصل ہو وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ یہاں بھی با سببیہ ہے اور یہ تسلط کی دوسری علت ہے یعنی خاوند عورت کو مہر دیتا ہے اور اس کی خوراک، رہائش، پوشاک اور دیگر ضروریات زندگی پر اپنی جیب سے روپیہ خرچ کرتا ہے اس لئے لازمی طور پر مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے اور وہ عورت پر حاکم ہونے کا مستحق ہے ف۲۶ للغیب میں لام بمعنی فی ہے ای یحفظن انفسھن وفروجھن فی حال غیبۃ ازواجھن (روح ج ۵ ص۲۴) بما میں با سببیہ اور ما مصدریہ ہے ما مصدریۃ ای بحفظ اللہ تعالیٰ ایاھن بالامر بحفظ الغیب والحث علیہ بالوعد والوعید والتوفیق لہ (ابو السعود ج ۳ ص۳۱۷) جب دو وجوہ سے عورتوں پر مردوں کی برتری اور بالادستی ثابت ہوگئی تو اب عورتوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں اور ان کی وفادار بن کر رہیں اور ان کی امانت میں خیانت نہ کریں۔ قال ابن عباس امروا علیھن فعلی المرأۃ ان تطیع زوجھا فی طاعۃ اللہ (خازن ج ۱ ص۴۳۳) چنانچہ نیک بیویوں میں یہ صفتیں موجود ہوتی ہیں قٰنِتٰتٌ وہ اپنے خاوندوں کی وفادار ہوتی ہیں حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ الخ اور اللہ کی طرف سے حفاظت و نگہبانی کی توفیق سے خاوندوں کی عدم موجودگی میں اپنی عزت و آبرو اور عفت و عصمت کی حفاظت کرتی ہیں وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ الخ نشوز سے نافرمانی اور خاوند کی اطاعت سے نفرت اور خاوند سے بدخوئی کا سلوک مراد ہے۔

ف۱ یعنی جن وارثوں کے حصے زیادہ ہیں ان کو حصہ پورا دو اور اپنے حق سے زیادہ لینے کی خواہش نہ کرو ۱۲

ف۳ [illegible]

موضح قرآن ف۱ یعنی مغرور نہ ہو کہ ہم مسلمان دوزخ میں کیوں جاویں گے اللہ پر یہ بھی آسان ہے ف۲ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر قرآن یا حدیث میں صاف وعدہ دیا دوزخ کا یا اللہ کے غصے کا یا حد مقرر فرمائی اور صغیرہ وہ جن سے منع فرمایا اور کچھ زیادہ نہیں ف۳ عورتوں نے حضرت سے پوچھا کہ کیا سبب ہے حق تعالیٰ ہر جگہ مردوں پر حکم فرماتا ہے عورتوں کا نام نہیں لیتا اور میراث میں مرد کو حصہ دوہرا ٹھہرایا اس پر یہ آیت اتری ف۴ اکثر لوگ حضرت کے ساتھ اکیلے مسلمان ہوئے تھے ان کے اقربا کافر رہے تو حضرت نے دو دو مسلمانوں کو آپس میں بھائی کردیا وہی ایک دوسرے کا وارث ہوتا جب ان کے اقربا مسلمان ہوتے تب یہ آیت اتری کہ میراث ہے قرابت ہی پر اور قول کے بھائیوں سے زندگی میں سلوک ہے یا مرتے وقت کچھ وصیت کردو۔

فتح الرحمٰن ف۱ گناہ کبیرہ آنست کہ برآن حد مشروع باشد یا وعدہ دوزخ کردہ آید یا بکفر مسمی شد در قرآن یا سنت صحیحہ و ہر کس کہ از کبائر اجتناب کند صغائر او را نماز روزہ و صدقہ نابود میسازد ۱۲ ف۲ یعنی حلیف را رعایت کردن یا وصیت کردن میتوان وایشان را در میراث دخل نیست و میراث برائے اقربا مقرر کردہ شدہ ۱۲ ف۳ یعنی بسبب آنکہ مرداں در جبلت بہتر انداز زناں ۱۲۔

نشوزهن عصیانهن وترفعهن عن طاعة الازواج (مدارک ج ۱ ص۱۷۴) یعنی جو عورتیں خاوند کی اطاعت نہ کریں اور بدخوئی کا اظہار کریں تو ان کو نصیحت کرو اور خدا کا خوف دلاؤ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِى الۡمَضَاجِعِ اگر زبانی وعظ ونصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہو تو ان سے مباشرت اور ہمبستری ترک کردو شاید اس طرح وہ نافرمانی اور بدخوئی سے باز آجائیں وَاضۡرِبُوۡهُنَّ اگر اس سے بھی وہ متاثر نہ ہوں اور بدستور اپنی شرارت وعصیان کو جاری رکھیں تو بطور سزا ان کو مارو مگر اس قدر نہ مارو کہ ظلم کی حد کو پہنچ جاؤ اور ان کو زخمی کردو یا ان کا کوئی عضو توڑ ڈالو فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا لیکن اگر وہ تمہاری اطاعت کریں اور تمہارے حقوق بجا لائیں تو ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو، ان کی حق تلفی نہ کرو اور انہیں ایذا نہ دو ف۲۸ چودھواں حکم رعیت: (اگر خاوند بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو اصلاح کی کوشش کرو) اگر خاوند بیوی کے درمیان اختلاف شقاق ومخالفت کی حد تک پہنچ جائے اور وعظ ونصیحت اہجران اور مار پیٹ کے بعد بھی ان کے درمیان صلح کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان کے درمیان اصلاح کی کوشش کریں اس طرح کہ دونوں کے رشتہ داروں سے ایک ایک سمجھدار اور معاملہ فہم آدمی منتخب کر کے ان کو زوجین کے درمیان اصلاح پر مقرر کریں اِنۡ يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا۔ یریدا سے دونوں حکم مراد ہیں اور بینهما کی ضمیر زوجین کی طرف راجع ہے یعنی اگر وہ دونوں حکم نیک نیتی سے خاوند بیوی کے درمیان اصلاح کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں الفت ومحبت ڈالدے گا اور ان کے درمیان موافقت کر دے گا ای ان قصدا اصلاح ذات البین وکانت نیتهما صحیحة وقلوبهما ناصحة لوجه الله تعالیٰ (یوفق الله بینهما) یوقع بین الزوجین الموافقة والالفة والقی فی نفوسهما المودة والرأفة (ابوالسعود ج ۳ ص۳۲۰) یہاں تک رعیت کے لئے چودہ امور انتظامیہ یا بالفاظ دیگر احکام رعیت مذکور ہوئے ف۲۹ احکام رعیت بیان کرنے کے بعد اصل مسئلہ یعنی مسئلہ توحید کا ذکر فرمایا اعۡبُدُوا اللّٰهَ صرف خدائے واحد کی عبادت بجالاؤ صرف اسے ہی پکارو قال ابن عباس المعنی وحدوه (کبیر ج ۳ ص۳۲۱) وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـًٔـا اور اس کی عبادت اور پکار میں اس کی کسی مخلوق کو اس کا شریک نہ بناؤ نہ پیغمبروں اور ولیوں کو نہ فرشتوں اور جنوں کو۔ اس کے بعد وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا سے لیکر وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمۡ عَلِيۡمًا تک چار چیزیں بیان کی گئی ہیں (والدین، دوسرے رشتہ داروں، یتیموں، غریبوں، پڑوسیوں، مسافروں غلاموں اور دیگر مستحقین پر احسان کرو حسن سلوک سے پیش آؤ اور ان کی مالی امداد کرو۔ والجار ذی القربی وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے متصل ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو والجار الجنب جس کا گھر تم سے ذرا فاصلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس ومجاهد وعکرمة والضحاک وقتادة وابن زید ومقاتل فی اخرین هو الجار القریب النسیب والجار الجنب هو الجار الاجنبی لا قرابة بینک وبینه (بحر ج ۳ ص۲۴۴) والجار ذی القربی قیل هو الذی قرب جواره والجار الجنب هو الذی بعد جواره (کبیر ج ۳ ص۳۲۲) اور الصاحب بالجنب سے مراد رفیق سفر طلب علم تجارت وغیرہ میں ہے یا بیوی مراد ہے یہ بھی ممکن ہے کہ آیت کے عموم میں دونوں داخل ہوں وقد تتناول الایة الجمیع بالعموم

اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ
خرچ کئے انہوں نے اپنے مال پھر جو عورتیں نیک ہیں سو تابعدار ہیں نگہبانی کرتی ہیں
لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِىۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ
پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے ف۲۷ اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو
فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِى الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ ۚ
تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو
فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی ف۲۸ بے شک اللہ
كَانَ عَلِيًّا كَبِيۡرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا
ہے سب سے اوپر بڑا ف۱ اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں
فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا ۚ اِنۡ
تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے ف۲۹ اگر
يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
یہ دونوں چاہیں گے کہ صلح کرا دیں تو اللہ موافقت کر دیگا ان دونوں میں بے شک اللہ سب کچھ
عَلِيۡمًا خَبِيۡرًا ﴿۳۵﴾ وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـًٔـا
جاننے والا خبردار ہے اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو
وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَ
اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو ف۲۹ اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور
الۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَارِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ
فقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور
الصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ وَمَا مَلَكَتۡ
پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام

ف۱ چودھواں حکم رعیت اگر خاوند بیوی میں نفاق پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کو ان کے درمیان اصلاح کی کوشش کرنا چاہئے ۱۲۔

ف۲ یہاں تک فرمایا کہ چودہ امور انتظامیہ بیان ہو چکے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ظلم نہ کرو ۱۲۔

ف۳ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ توحید کا بیان یعنی یتامیٰ وزنان اور بیویوں پر ظلم نہ کرو اور اللہ کی عبادت اور پکار میں اس کی مخلوق کو شریک نہ کرو ۱۲۔

(قرطبی ج ۵ ص۱۸۹)۔ (۲) وَالَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ سے عَذَابًا مُّهِيۡنًا تک ان لوگوں کیلئے تخویف ہے جو مذکورہ بالا مصارف میں خرچ نہیں کرتے یہاں اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ سے معلوم ہوا کہ بخل سے بخل کا درجہ کامل مراد ہے یعنی وہ اللہ کی راہ میں خرچ بھی نہ کریں اور اللہ پر ایمان بھی نہ لائیں۔ (۳) وَالَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ سے فَسَآءَ قَرِيۡنًا تک بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ صحیح مصارف میں مال خرچ نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی ہیں تو محض ریاکاری اور نام ونمود کیلئے کرتے ہیں، خوف خدا یا ثواب آخرت کی وجہ سے نہیں کرتے دراصل خدا اور آخرت پر ان کا ایمان نہیں ہے شیطان ان کا ساتھی اور ہمدم ہے جو انہیں گمراہ کر رہا ہے۔

موضح قرآن ف یعنی اللہ نے مرد کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو حکم برداری چاہیئے اور اگر ایک عورت بدخوئی کرے تو مرد پہلے درجے سمجھاوے دوسرے درجے جدا سوئے لیکن اسی گھر میں پھر آخر درجے مارے بھی لیکن نہ ایسا کہ ضرب پہنچے پھر اگر مطیع ہو جاوے تو کریدنہ کرے تقصیروں پر اللہ سب پر حاکم ہے باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہے۔ مارنا آخر کا درجہ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید کہ درین آیت بیان فرمودہ کہ مرد فرمان رواست بسبب فضل جبلی وبسبب انفاق وزن صالحہ کسی ست کہ فرمان برداری کند وحفظ مال نماید واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی حیلہ ایذا دادن تجسس مکنید ۱۲۔

(۴) وَمَاذَا عَلَيْهِمْ سے كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا تک ان لوگوں کیلئے زجر اور تخویف اخروی ہے اگر یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لے آتے اور اللہ کی دی ہوئی دولت سے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے تو اس میں ان کا کیا نقصان تھا۔ یہاں بھی درجۂ کامل مراد ہے یعنی خرچ نہ کریں اور اعتقاد بھی نہ رکھیں مراد مشرکین ہیں **ن۲** یہاں احسان کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ اب وقت ہے مال خرچ کرلو۔ اب احکام خداوندی کے مطابق خرچ کرنے کا اجر وثواب آخرت میں کئی گنا ملیگا اس لئے اس موقع کو ہاتھ سے مت جانے دو **ن۳۱** یہ ماقبل کی تخویف کا تکملہ ہے یعنی جب قیامت کے دن گذشتہ امتوں کے منکرین کے خلاف ان کے انبیاء علیہم السلام گواہی دے رہے ہوں گے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے زمانہ کے ان مشرکین وکفار کے خلاف گواہی دیں گے اس وقت ان کا کیا حال ہوگا۔ اس وقت ان کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی اور شدت ہول اور خوف عذاب کی وجہ سے وہ خواہش کریں گے کہ زمین میں سما جائیں جیسا کہ اگلی آیت میں مذکور ہے کیف یکون حالهم اذا جئنا یوم القیٰمة من کل امة من الامم وطائفة من الطوائف بشهید یشهد علیهم بما کانوا علیه من فساد العقائد وقبائح الاعمال وهو نبیهم (روح ج ۵ ص۳۴)

أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿٣٦﴾
باندیوں کے ساتھ بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا اترانے والا بڑائی کرنے والا **ف۱**

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ
جو کہ بخل کرتے ہیں اور سکھاتے ہیں لوگوں کو بخل اور

يَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا
چھپاتے ہیں جو ان کو دیا اللہ نے اپنے فضل سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ
کافروں کے لئے عذاب ذلت کا اور وہ لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال

رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ
لوگوں کو دکھانے کو اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر

وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ﴿٣٨﴾ وَمَاذَا
اور جس کا ساتھی ہوا شیطان تو وہ بہت برا ساتھی ہے **ف۲** اور کیا

عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا
نقصان تھا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور خرچ کرتے اللہ کے

رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيمًا ﴿٣٩﴾ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ
دیئے ہوئے میں سے اور اللہ کو ان کی خوب خبر ہے۔ بیشک اللہ حق نہیں رکھتا

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ
کسی کا ایک ذرہ برابر **ن۳۵** اور اگر نیکی ہو تو اس کو دونا کر دیتا ہے اور دیتا ہے

مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٠﴾ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ
اپنے پاس سے بڑا ثواب **ف۳** پھر کیا حال ہوگا جب بلاویں گے ہم ہر امت

أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾ يَوْمَئِذٍ
میں سے احوال کہنے والا **ن۳۱** اور بلاویں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا اس دن

وقف النبی علیہ السلام

منزل ۱

ن۱ امر ثالث کا بیان یعنی ظلم نہ کرو، شرک نہ کرو اور احسان کرو ۱۲

ن۲ زجر مع تخویف اخروی ان لوگوں کیلئے جو مذکورہ بالا مصارف میں مال خرچ کرنے کو جائز نہیں سمجھتے ۱۲

ن۳ یعنی یا خرچ کرتے ہیں لیکن مقصود محض ریاکاری، نمائش اور نام ونمود ہوتا ہے ۱۲

ن۴ زجر مع تخویف اخروی ۱۲

ن۵ ترغیب الی الاحسان آج وقت ہے خرچ کرنے کا اللہ اس کے عوض دگنا دے گا لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ حسنہ مضاعفہ حاصل کرو ۱۲

ن۶ تخویف اخروی ۱۲

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لفظ شہید استعمال ہوا ہے جس سے اہل بدعت آپ کے ہر امتی کیساتھ حاضر وناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ شہید کے معنی یہاں رقیب اور نگہبان کے ہیں اور پھر یہ نگہبانی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے مخصوص تھی جیسا کہ صحیح بخاری (ج ۲ ص۶۶۵) میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کے کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لیجایا جائیگا تو میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا یہ تو میرے امتی ہیں اس پر مجھے جواب دیا جائیگا کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ کو معلوم نہیں تھا۔ فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (میں اس کے جواب میں وہی کچھ کہوں گا جو اللہ کا نیک بندہ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان پر نگران رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا) اس لئے اس آیت سے آپ کے ہر زمانہ میں ہر جگہ حاضر وناظر ہونے پر استدلال درست نہیں لفظ شہید کی پوری بحث سورۂ بقرہ ع ۱۷ کی تفسیر میں آیت۔ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے تحت گذر چکی ہے **ن۳۲** یہاں کافروں اور نافرمانوں کا حال بیان کیا گیا ہے جس کی طرف پہلے اشارہ کیا گیا تھا استئناف لبیان حالهم التی اشیر الی شدتها وفظاعتها (روح ج ۵ ص۳۴) لَوْ تُسَوّٰى میں لَوْ مصدریہ ہے اور جملہ بتاویل مفرد یَوَدُّ کا مفعول ہے۔ لو مصدریہ ای یودون ان یدفنوا وتسوی الارض ملتبسة بهم (روح) **ن۳۳** یہ امر مصلح ہے چودہ امور انتظامیہ برائے رعیت بیان کرکے فرمایا صرف ایک اللہ کی عبادت کرو شرک سے بچو۔ اس کے بعد احسان کرنے اور ظلم سے بچنے کی تلقین فرمائی اور زجر وتخویف کے ذریعے احسان وانفاق پر اکسایا اور سب سے آخر میں امر مصلح یعنی نماز کا ذکر فرمایا کیونکہ نماز احسان کرنے ظلم وحق تلفی سے بچنے اور توحید پر قائم رہنے میں ممد ومعاون ہے نماز سے دلوں میں الفت ومحبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے خصوصاً نماز باجماعت کی برکت سے دلوں کی تمام کدورتیں صاف ہو جاتی ہیں اور آدمی اپنے بھائی بندوں اور رشتہ داروں پر آمادۂ انعام واحسان ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم (مشکوٰة ص۹۷ بحوالہ مسلم) یعنی صفیں سیدھی کیا کرو ورنہ تمہارے دلوں میں باہمی نفرت وعداوت پیدا ہو جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ نماز باجماعت ادا کرنے اور صفیں سیدھی رکھنے سے دلوں میں الفت پیدا ہوگی اسی طرح نماز کی پابندی سے نمازی کے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ متقی بن جاتا ہے۔ حدیث میں ہے جب انسان نماز میں قیام کرتا ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی اول اللہ کا حق ادا کرو پھر ماں باپ کا پھر ان سب کا درجہ بدرجہ ہمسایۂ قریب کا زیادہ حق ہے ہمسایۂ اجنبی سے قریب یعنی قرابتی اور برابر کا رفیق جو ایک کام میں شریک ہو جیسے ایک استاد کے شاگرد یا ایک خاوند کے دو نوکر اور فرمایا کہ ان کے حق ادا نہ کرنے والا وہی ہے جس کے مزاج میں تکبر اور خود پسندی ہے کہ کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا ف۲ یعنی مال دینے میں بخل کرنا جیسا اللہ کے نزدیک برا ہے ویسا ہی خلق کے دکھانے کو دینا اور قبول وہ ہے جو حقداروں کو دے جن کا مذکور اول ہوا اور خدا کے یقین اور آخرت کی توقع سے دے۔ ف۳ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نقصان کسی طرح نہیں اور آخرت کا ثواب بے شمار ہے اور دنیا میں بھی عوض پاتا ہے اس پر رسول خدا نے قسم کھائی ہے۔

تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر عاجزی کر رہا ہے اور اس پر اللہ کی رحمت برس رہی ہے، جب رکوع میں جاتا ہے تو رحمت خداوندی کے دریا میں غوطہ لگانے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور جب سجدہ میں جاتا ہے تو گویا دریائے رحمت میں غوطہ لگا رہا ہے اور گویا خالق کے قدموں پر سر رکھ دیا ہے پھر جس طرح قدموں پر گرے ہوئے سے کہا جاتا ہے کہ اب سر اٹھاؤ اسی طرح باری تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب سر اٹھالے وہ شخص سر اٹھا کر پھر دوبارہ قدموں پر گر پڑتا ہے (کنز العمال) بدن کی طہارت اور وضو چونکہ نماز کے مصحح ہیں اور ان کے سوا نماز جائز نہیں ہوسکتی اس لئے نماز کے ساتھ بدن کی طہارت اور وضو کے احکام بیان کر دیئے گئے اس طرح طہارت بھی بالواسطہ احسان کرنے پر ممد ہے **۳۴** حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا۔ جُنُبًا سے متعلق ہے اور عابری سبیل سے مسافرین مراد ہیں۔ الا ان تکونوا مسافرین (مدارک ج ۱ ص ۱۷۶) اور یہ ماقبل سے مستثنےٰ ہے یعنی حالت جنابت میں نماز کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ غسل کر لو البتہ اگر تم حالت سفر میں جنبی ہو جاؤ اور پانی نہ ملے تو تیمم کر لو اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ یا یہاں صنعت استخدام کے ماتحت

يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ
آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے تھے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کہ برابر ہو جاویں
الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
زمین کے ف۱ **۳۳** اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات ف۱ اے ایمان والو
اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا
نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو **۳۳** یہاں تک کہ سمجھنے لگو
مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ
جو کہتے ہو ف۲ اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کر لو **۳۴**
وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ
اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آیا کوئی شخص تم میں
الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا
جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ ملا تم کو پانی تو ارادہ کرو
صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ
زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو بے شک
اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا
اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا ف۳ کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے
نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ
کچھ حصہ کتاب سے **۳۵** خرید کرتے ہیں گمراہی اور چاہتے ہیں کہ
تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
تم بھی بہک جاؤ راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے
وَلِيًّا ڭ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ
حمایتی اور اللہ کافی ہے مددگار ف۳ بعضے لوگ یہودی پھیرتے ہیں

ع ۶ / ۳

منزل ۱

حتی تعلموا ما تقولون تک الصلوٰۃ سے نماز مراد ہے اور ولا جنبا میں الصلوٰۃ سے مواضع الصلوٰۃ یعنی مسجدیں مراد ہیں۔ اور عابری سبیل سے مسجدوں سے گذرنا مراد ہے مطلب یہ کہ بحالت جنابت تم مسجد سے گذر سکتے ہو جیسا کہ امام شافعی کا مذہب ہے ولا جنبا ای ولا تقربوا المسجد جنبا الا عابری سبیل الا مجتازین فیہ (مدارک) اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ یہاں اَوْ بمعنی واؤ حالیہ ہے کیونکہ اگر او اپنے اصل معنی پر ہے تو اس سے لازم آئیگا کہ مریض اور مسافر پر بغیر حدث بھی تیمم ضروری ہے حالانکہ ایسا نہیں قال الواذی معناہ وجاء حتی لا یلزم المریض والمسافر التیمم بلا حدث (مدارک ج ۱ ص ۲۱۲)۔ بعض نے کہا ہے کہ یہاں او زائدہ ہے اور بعض نے اس سے قبل کوئی مناسب معطوف علیہ محذوف مانا ہے لیکن سب سے اولیٰ یہ ہے کہ او کبھی تغایر مفہوم کیلئے بھی آتا ہے جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے۔ قالہ الشیخ الانور رحمۃ اللہ علیہ **۳۵** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ سے فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا تک یہود پر زجریں اور شکوے ہیں کہ وہ مذکورہ احکام کو نہیں مانتے تھے کیونکہ یہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے ہیں نیز وہ آپ کی تکذیب کرتے اور ان کی کتابوں میں آپ کی جو صفتیں مذکور تھیں ان میں تحریف کرتے تھے کیونکہ آپ کو آخری پیغمبر مان لینے کی صورت میں آپ کا لایا ہوا مسئلہ توحید بھی ماننا پڑے گا اور مسئلہ توحید کو ماننے سے ان کی گدیاں، نذریں، منتیں اور تمام دنیوی وقار ختم ہو جائے گا۔ ان سے فرمایا

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر امت اور ہر عہد کے لوگوں کا احوال اس وقت کے پیغمبر سے اور معتبر نیک بختوں سے بیان کروا دیں گے منکروں کا انکار اور اطاعت والوں کی اطاعت بیان ہوگی تب منکر آرزو کریں گے کہ ہم انسان نہ ہوتے مٹی میں ملکر خاک ہو جاتے ف۲ یعنی اس آیت میں ذکر ہے تیمم کا وہ جو مذکور ہوا کہ کافر آخرت میں آرزو کریں گے کہ خاک میں مل جاویں خاک انسان کی پیدائش ہے اور اپنی پیدائش کیطرف جانا گناہوں سے بچاؤ ہے اس واسطے مٹی ملنے سے بھی طہارت فرمائی پہلے حکم فرمایا کہ نشہ میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ یہ حکم جب تھا کہ نشہ حرام نہ ہوا تھا۔ لیکن نماز سے مانع ٹھہرا تھا اور اگرچہ نیند سے بیہوش ہو یا مرض سے کہ اپنے منہ کا لفظ نہ سمجھے تو اس حالت کی نماز درست نہیں پھر قضا کرے، پھر فرمایا کہ جنابت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ جب تک غسل نہ کرو مگر راہ چلتے یعنی سفر میں کہ اس کا حکم آگے ہے پھر فرمایا اگر پانی کا عذر ہو اور طہارت ضرور ہو تو زمین سے تیمم کرو۔ پانی کا عذر تین صورت سے بتایا اور طہارت کا ضرور ہونا دو صورت سے ایک صورت پانی کے عذر کی یہ کہ مریض ہو اور پانی ضرر کرتا ہے۔ دوسری یہ کہ سفر درپیش ہے پانی پینے کو رکھا ہے آگے دور تک نہ ملے گا تیسری یہ کہ پانی موجود نہیں۔ اس تیسری کے ساتھ دو صورتیں طہارت کی ضرورت کی فرمائیں ایک یہ کہ آدمی جائے ضرور سے آیا وضو کی حاجت ہے۔ دوسری یہ کہ عورت سے لگا غسل کی حاجت ہے اور تیمم کے طریق یہ کہ زمین پاک پر دونوں ہاتھ مارے پھر منہ کو مل لے پھر دونوں ہاتھ مارے پھر ہاتھوں کو مل لے کہنیوں تک ف۳ یہود کو فرمایا کہ کچھ حصہ ملا ہے کتاب کا یعنی لفظ پڑھنے ملے ہیں اور سمجھنا اور عمل کرنا نہیں ملا۔

ف۱ امور ثلاثہ (ظلم نہ کرو، شرک نہ کرو، احسان کرو) کے بعد امر مصلح یعنی نماز کا بیان کیونکہ نماز احسان کرنے اور ظلم و حق تلفی سے بچنے اور توحید پر قائم رہنے میں ممد و معاون ہے ۱۲۔ ف۲ یہ لا تقربوا کی انتہا ہے بقید و انتم سکاری ۱۲۔ ف۳ یہاں صنعت استخدام ہے اگر الصلوٰۃ سے نماز مراد ہے تو مراد ثبوت عذر تیمم کرلے اور اگر الصلوٰۃ سے مسجد مراد ہے تو مطلب یہ کہ مسجد سے بحالت جنابت گذرنے کی اجازت ہے ف۴ یہ لا تقربوا کی انتہا ہے بقید جنبا ۱۲ ف۵ او تغایر مفہوم کے لئے ہے ۱۲۔ ف۶ زجر برائے اہل کتاب ۱۲۔

ف۱ یہ الذین اوتوا کا بیان ہے ۱۲۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از ایشاں نامی و نشانی نماند ۱۲ ف۲ مترجم گوید این حکم قبل از تحریم خمر بود و بعد از آن مستی بالکلیہ حرام شد واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مترجم گوید کہ خدا عزوجل در رد یہود و تعداد قبائح ایشان آیات فرستاد واللہ اعلم ۱۲

کہ اگروہ آخری پیغمبر کو مان لیتے تو ان کے لئے بہتر تھا یشترون کے معنی یستبدلون کے ہیں اور مفعول کے بعد بالھدی محذوف ہے اور جملہ اوتوا کی ضمیر سے حال ہے۔ معنی یشترون یستبدلون فھو فی موضع نصب علی الحال وفی الکلام حذف تقدیرہ یشترون الضللۃ بالھدی (قرطبی ج ۵ ص۲۴۳) مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا میں مِنْ بیانیہ ہے۔ اور یہ اَلَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا کا بیان ہے اور اَلْکَلِمَ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات مراد ہیں جو تورات میں مذکور تھیں یہودیوں کے مولوی ان میں تحریف کرتے تھے ان کی اسی تحریف کو پہلے اَلضَّلٰلَۃَ سے تعبیر فرمایا علماء یہود اپنے ماننے والوں اور اپنے معتقدین سے بڑی بڑی رقمیں وصول کرتے اور اپنی خواہشات کے مطابق تورات میں لفظی اور معنوی تحریفیں کیا کرتے تھے قال الزجاج المعنی یاخذون الرشا ویحرفون التوراۃ فالضلالۃ ھو ھذا التحریف ای اشتروھا بمال الرشا (روح ج ۵ ص۴۸)

۳۶ یہ یہود کی ایک دوسری شرارت کا بیان ہے منافقین یہود ان الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے یہ الفاظ ذو وجہین ہیں اور ان میں ایک پہلو مدح کا ہے دوسرا ذم کا۔ مدح کی صورت میں یہ اسمع

الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ

بات کو اس کے ٹھکانے سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور کہتے ہیں کہ سن

غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَ

نہ سنا جائیو اور کہتے ہیں راعنا **۳۷** موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب لگانے کو دین میں اور

لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ

اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر

خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا

ہوتا ان کے حق میں اور درست لیکن لعنت کی ان پر اللہ نے ان کے کفر کے سبب سو وہ

يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۴۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم ف ف اے کتاب والو

اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا **۳۸** تصدیق کرتا ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے پہلے اس سے کہ

نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓي اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا

ہم مٹا ڈالیں بہت سے چہروں کو پھر الٹ دیں ان کو پیٹھ کی طرف یا لعنت کریں ان پر جیسے

لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۴۷ اِنَّ

لعنت کی ہفتہ کے دن والوں پر اور اللہ کا حکم تو ہو کر ہی رہتا ہے ف۲ بے شک

اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ

اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے اور بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ جس کے

يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓي اِثْمًا عَظِيْمًا ۝۴۸

چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا اس نے بڑا طوفان باندھا

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ

کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو اپنے آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں **۳۹** بلکہ اللہ ہی پاکیزہ کرتا ہے

فلان فلانا اذا سبہ سے ماخوذ ہے اور مطلب یہ ہے اسمع غیر مسمع مکروھا (مدارک ج ۱ ص۱۷۸) یعنی خدا کرے آپ کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ بات نہ سننے پائیں اور ذم کی صورت میں اسکا مفہوم یہ ہے خدا کرے تمہارے کانوں تک بھلائی کی کوئی آواز نہ پہنچے یعنی (العیاذ باللہ) تم بہرے ہو جاؤ ان الفاظ سے ان کی مراد تو دوسرے معنی ہوتے لیکن ظاہر یہ کرتے کہ وہ پہلے معنی مراد لے رہے ہیں اسی طرح لفظ رَاعِنَا بھی ذو وجہین ہے ایک مفہوم تو یہ ہے کہ گفتگو میں ہماری بھی رعایت فرمائیے اور ہماری طرف بھی توجہ دیجئے دوم یہ رعونت بمعنی حماقت سے اسم فاعل ہے اس میں بھی وہ نیت بد سے دوسرے معنی مراد لیتے یا یہ کہ وہ زبان کو موڑ کر لفظ راعنا کو اس طرح ادا کرتے کہ وہ راعینا بن جاتا جس کا مطلب ہے ہمارا چرواہا۔ لَیًّا حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہ مصدر بمعنی اسم فاعل یحرفون کی ضمیر سے حال ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے موہم الفاظ استعمال کرتے ہیں جن کا ایک پہلو صحیح ہوتا ہے لیکن اس میں ایک خفی پہلو شرک کا بھی ہوتا ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے موہم شرک الفاظ مسلمانوں میں رائج ہو جائیں جو آگے چل کر شرک کا ذریعہ بنیں چنانچہ لفظ رَاعِنَا کو انھوں نے اسی لئے منتخب کیا کہ اس میں اچھے معنی کیساتھ شرکیہ مفہوم کی بھی گنجائش ہے بظاہر اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا خیال بھی فرمایئے اور ہماری طرف بھی توجہ دیجئے لیکن اسمیں آپ کو نگہبانی اور حفاظت کیلئے پکارنے کا پہلو بھی موجود ہے جیسا کہ صراح میں ہے مراعاۃ نگہداشتن (یعنی نگہبانی کرنا) واسترعاء نگہداشتن خواستن (یعنی نگہبان بنانا) فی المثل من استرعی الذئب فقد ظلم یعنی جس نے بھیڑیے کو ریوڑ کا نگہبان بنایا اس نے ظلم کیا۔ اس طرح یہاں لَیًّا کا وہی مفہوم ہے جو سورۃ آل عمران ع ۸ میں اس آیت کا ہے۔ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ الاٰیۃ دیگر مفسرین نے لَیًّا کو یقولون سے متعلق کیا ہے یعنی وہ اپنی زبانوں کو حق سے باطل کی طرف پھیرتے ہیں اور اللہ کی کتاب میں تحریف کرتے ہیں ای یلوون السنتھم عن الحق ای یمیلونھا الی ما فی قلوبھم (قرطبی ج ۵ ص۲۴۳) یا یہ کہ وہ اپنی زبانوں کو ما فی الضمیر (دل کی بات) سے پھیر کر اس کے خلاف کا اظہار کرتے ہیں مثلاً دل میں تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کا جذبہ موجزن ہے مگر زبان سے ایسے الفاظ ادا کرتے ہیں جن سے تعظیم و توقیر کا پہلو بھی نکلتا ہے او یفتلون بالسنتھم ما یضمرونہ من الشتم الی ما یظھرونہ من التوقیر نفاقا (مدارک ج ۱ ص۱۷۸)

۳۷ یہ اہل کتاب کو ایمان لانے اور توحید کو مان لینے کی ترغیب ہے

مر۱ یہ بمعنی اسم فاعل ہے اور یحرفون یا یقولون کی ضمیر سے حال ہے ۱۲

مر۲ ترغیب الی التوحید مع تخویف اخروی یعنی اب ایمان لانے کا وقت ہے اور عذاب آ جانے پر کچھ نہ بن سکیگا ۱۲۔

مر۳ تجربے گئے درمیان اصل مقصد پر بعبارۂ تنبیہ یعنی سب احکام بالکل مدعی ہیں بہت بری بلا ہے اس سے ضرور بچو۔ یا ایسا ہے جیسا کہ واعظ کہتا ہے ان باتوں پر عمل کرو لیکن فلاں بات نہایت اہم ہے لہذا وا عبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا سے ترقی کر کے کہا گیا شرک کرو کیونکہ یہ کسی کیلئے معاف نہیں کیا ۱۲

مر۴ زجر اول برائے اہل کتاب اپنے آپ کو پاک کہنے سے پاک نہیں ہو سکتے تو شرک کس طرح پاک ہو سکتا ہے ۱۲۔

موضح قرآن ف راعنا لفظ بولتے تھے اس کا بیان سورۃ بقرہ میں ہوا۔ اسی طرح حضرت بات فرماتے تو جواب میں کہتے سنا ہم نے اس کے معنی یہ ہیں کہ قبول کیا لیکن آہستہ کہتے کہ نہ مانا یعنی فقط کان سے سنا دل سے نہ سنا اور حضرت کو خطاب کرنے تو کہتے سن نہ سنا جائیو ظاہر میں یہ دعا نیک ہے تو ہمیشہ غالب ہے کوئی تجھ کو بری بات نہ سنا سکے اور دل میں نیت رکھتے کہ تو بہرہ ہو جائیو ایسی شرارت کرتے پھر دین میں عیب دیتے کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو ہمارا فریب معلوم کرتا۔ وہی اللہ صاحب نے واضح کر دیا ف۲ یعنی ایمان لاؤ پہلے اس سے کہ عذاب پاؤ صورت بدلی جاوے جانور بن جاؤ ہفتے والوں کی طرح ان کا بیان ہے سورہ اعراف میں۔

فتح الرحمٰن مر۱ مترجم گوید پیچا پیدن سخن آنست کہ سب را چناں در کلام خلط کنند کہ کسی نشناسد و اسمع غیر مسمع دو معنی دارد یکی آنکہ بشنو در حالتیکہ معظم و محترمی و کسی باتو خلاف مرضی تو نتواند گفت دیگر آنکہ بشنو در حالتیکہ محقری و کسی باتو سخن نمیگوید و راعنا نیز دو معنی دارد یکی آنکہ رعایت کن ما را دیگر احمق رعونت دارندہ غرض ایشان سب بود کلمہ محتمل معنیین میگفتند واللہ اعلم ۱۲

اور ساتھ ہی اخروی تخویف ہے یعنی اب وقت ہے ایمان لے آؤ قبل اس کے کہ ہمارا عذاب آجائے جب عذاب نازل ہو جائیگا پھر ایمان لانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ زجروں اور تخویفوں کے درمیان ایک بار پھر زوردار الفاظ میں مقصود اصلی پر تنبیہہ فرمادی کہ شرک کرنا اور توحید سے منہ موڑنا اتنا بڑا جرم اور کبیرہ گناہ ہے کہ وہ کسی کو بھی معاف نہیں ہوگا۔ یہ ناصحانہ انداز ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی واعظ حکیم اور ناصح مشفق دوران وعظ بہت سے مسائل بیان کرے اور درمیان میں کہہ دے کہ فلاں کام نہایت اہم اور ضروری ہے اور اس کا بجالانا لابدی ہے۔ پہلے احکام نوعیت بیان کرکے وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا سے اصل مسئلہ کی طرف متوجہ کیا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اس کے بعد بطور ترقی فرمایا شرک نہ کرو کیونکہ وہ ایک ناقابل معافی گناہ ہے اس سے ہر حال میں بچو یہ کسی حیلے معاف نہیں ہوگا ۳۸ یہ اہل کتاب کو زجر ہے جو اپنی صفائی اور پاکیزگی کے دعوے کرتے تھے حضرت قتادہ اور حسن فرماتے ہیں یہ آیت ان یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے نحن ابناء اللّٰہ واحبآءہ یعنی ہم اللہ کے بیٹے

مَنْ یَّشَآءُ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ کَیْفَ
جس کو چاہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا تاگے برابر ف۱ دیکھ کیسا
یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ط وَکَفٰی بِہٖٓ اِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۰﴾
باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور کافی ہے یہی گناہ صریح ف۱
اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ
کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا
یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ
جو مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو ۳۹ اور کہتے ہیں
کَفَرُوْا ھٰٓؤُلَآءِ اَھْدٰی مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ﴿۵۱﴾
کافروں کو کہ یہ لوگ زیادہ راہ راست پر ہیں مسلمانوں سے ف۲
اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ ط وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰہُ فَلَنْ
وہی ہیں جن پر لعنت کی ہے اللہ نے اور جس پر لعنت کرے اللہ نہ
تَجِدَ لَہٗ نَصِیْرًا ﴿۵۲﴾ اَمْ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْکِ فَاِذًا
پاویگا تو اس کا کوئی مددگار کیا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو یہ
لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ
نہ دیں گے لوگوں کو تل برابر ف۳ ۴۰ یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا
عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ج فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ
اس پر جو دیا ہے ان کو اللہ نے اپنے فضل سے ۴۱ سو ہم نے تو دی ہے ابراہیم کے خاندان میں
الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْھُمْ
کتاب اور علم اور ان کو دی ہے ہم نے بڑی سلطنت پھر ان میں سے
مَّنْ اٰمَنَ بِہٖ وَمِنْھُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْہُ ط وَکَفٰی بِجَھَنَّمَ
کسی نے اس کو مانا اور کوئی اس سے ہٹا رہا ۴۲ اور کافی ہے دوزخ کی

منزل ۱

ع ۸

ل۱ ترجمانی ہے اہل کتاب، شیطان اور اصنام کی عبادت کرنیوالے ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے ۱۲۔

ل۲ یقولون، یؤمنون کی تفسیر ہے ۱۲ ل۳ یہ بھی زجر ہے۔ فخر کی باتیں کرتے ہیں۔ کیا اللہ کے ساتھ بادشاہی میں ان کا حصہ ہے؟ نہیں بلکہ یہ حاسد ہیں ۱۲ ل۴ آل ابراہیم کو اللہ نے

کتاب و حکمت اور بادشاہی دی اسی طرح حضرت محمد کو بھی اللہ نے کتاب و حکمت اور بادشاہی دی ہے

ل۵ اہل کتاب میں سے بعض ایمان لے آئے اور بعض نے روگردانی کی ۱۲

اور اس کے محبوب ہیں نیز کہتے تھے لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ یعنی جنت میں یہود و نصاریٰ کے بغیر کوئی نہیں جائیگا (قرطبی ج ۵ ص ۲۴۶ و روح ج ۵ ص ۵۴) اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دعوے کا ابطال فرمایا کہ ان کے اپنی پاکیزگی اور طہارت کے یہ دعوے سب غلط ہیں پاک طاہر تو وہ جسے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان و عمل کی بنا پر پاک فرمائے اُنْظُرْ کَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لیکن ان کے یہ دونوں دعوے اللہ پر صریح بہتان ہے کیونکہ ان دعووں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان کو اپنا محبوب منتخب کیا ہے اور ان سے وعدہ کیا ہے کہ جنت ان کے لئے مخصوص اور ریزرو ہے حالانکہ یہ سراسر غلط اور خلاف واقع ہے۔ وافتراءھم علی اللّٰہ ھو قولھم نحن ابناء اللّٰہ واحباءہ وقولھم لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ (کبیر ج ۳ ص ۳۲۵) ۳۹ یہ بھی اہل کتاب کو زجر ہے وہ شیطان اور اصنام کی عبادت کرنیوالوں کو ہدایت یافتہ کہتے تھے اور الجبت سے بت اور ہر معبود غیر اللہ مراد ہے اور الطاغوت سے مراد شیطان ہے جو بتوں میں کلام کرتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ بت بول رہا ہے الجبت الاوثان والطاغوت شیاطین الاوثان ولکل صنم شیطان یعبر عنہ فیغتر بہ الناس (معالم) متعلق ہے اور وَیَقُوْلُوْنَ میں واو تفسیری ہے اور یَقُوْلُوْنَ، یُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر ہے۔ اہل کتاب کو اچھی طرح معلوم تھا کہ بت پرستی شرک ہے لیکن اس کے باوجود بت پرستی اور بت پرستوں کی نہ صرف حمایت کرتے تھے بلکہ ان مشرکوں کو مومنوں سے بہتر سمجھتے تھے تو ان کا یہ فعل محض بغض و حسد اور ضد و عناد کی وجہ سے تھا لاشک انھم کانوا عالمین بان ذالک باطل فکان اقدامھم علی ھذا القول لمحض العناد والتعصب (کبیر ج ۳ ص ۳۲۵) ۴۰ یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے بہت زیادہ حسد رکھتے تھے کیونکہ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکومت عطا فرمادی اور دوسری طرف اسلام دن بدن ترقی کر رہا تھا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حسد کیوں کرتے ہیں کیا ان کے پاس سلطنت یا حکومت ہے جو ان سے مسلمانوں نے چھین لی ہے اگر ان کے پاس کسی جگہ کی حکومت ہوتی تو وہ اس سے چھوٹی کوڑی بھی کسی کو نہ دیتے جب ان کے پاس کچھ ہے ہی نہیں نہ ان سے کچھ چھینا گیا ہے تو ان کا حسد بلا وجہ ہے جیسا کہ سورۂ ص میں فرمایا اَمْ عِنْدَھُمْ

خَزَآئِنُ رَحْمَۃِ رَبِّکَ الْعَزِیْزِ الْوَھَّابِ (ص ع ۱) ۴۱ یہود کے حسد کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ ان کے پاس اگرچہ سلطنت نہیں ہے لیکن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو کیوں ملی ہے یہ کب سلطنت اور نبوت کے لائق تھے تو اس کا جواب فرمایا کہ ہم نے اپنے فضل و رحمت سے جو نعمتیں مثلاً نبوت، علم و حکمت اور حکومت وغیرہ اپنے پیغمبر کو دی ہیں ان پر وہ حسد کرتے ہیں اور ان کو ان انعامات کا اہل نہیں سمجھتے حالانکہ یہ تمام نعمتیں ہم پہلے

موضح قرآن ف۱ یہودیوں کو حضرت سے مخالفت ہوئی تو مکے کے مشرکوں سے متفق ہوئے اور ان کی خاطر سے بتوں کی تعظیم کی اور کہا کہ تمہاری راہ بہتر ہے مسلمانوں سے اور یہ سب ان کا حسد تھا کہ نبوت اور دین کی ریاست سوائے ہمارے اور کسی میں ہوئے اللہ صاحب اسی پر ان کو الزام دیتا ہے۔ ان سب آیتوں میں یہی مذکور ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی میگویند کہ بنی اسرائیل برگزیدگان خدایند وایشان را عذاب نخواہد شد مگر روز چند ۱۲ ف۲ دریں آیت تعریضی ست بآنکہ یہود روز احزاب مددگار مشرکان شدند ۱۲۔ ف۳ و نقیر گوئی است کہ بر پشت خستہ خرما میباشد ۱۲۔

آل ابراہیم کو دے چکے ہیں آل ابراہیم کو ہم نے نبوت و رسالت بھی دی اور حکومت بھی جس سے معلوم ہوا کہ آل ابراہیم میں ان نعمتوں کی صلاحیت موجود ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو آل ابراہیم ہی سے ہیں اس لئے ان میں کیوں صلاحیت نہیں اور اگر ان کو ہم نے اپنے انعامات و احسانات سے نوازا ہے تو کونسی قابل تعجب بات ہے۔ آل ابراهیم الذین هم اسلاف محمد علیه السلام ونه لیس ببدع ان یوتیه الله مثل ما اوتی اسلافه (مدارک ج ۱ ص ۱۷۹) **۴۲** یہاں بیان فرمایا کہ اہل کتاب دو قسم کے لوگ تھے کچھ تو وہ تھے جو ایمان لا چکے تھے اور کچھ ایسے تھے جو ایمان نہیں لائے تھے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا الخ یہ منکرین اہل کتاب کیلئے اخروی تخویف ہے اور وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ الخ مومنین اہل کتاب کیلئے اخروی بشارت ہے یہاں تک احکام رعیت تھے اب احکام سلطانیہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔

سَعِیْرًا ۝۵۵ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ

بھڑکتی آگ ف۱ بے شک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں کے ان کو ہم ڈالیں گے

نَارًا ؕ کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا

آگ میں جس وقت جل جائے گی کھال ان کی تو ہم بدل دیویں گے ان کو اور کھال

لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝۵۶ وَ

تاکہ چکھتے رہیں عذاب بیشک اللہ ہے زبردست حکمت والا اور

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک البتہ ان کو ہم داخل کریں گے باغوں میں

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔ رہا کریں ان میں ہمیشہ ان کے لئے

فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ۝۵۷

وہاں عورتیں ہیں ستھری اور ان کو ہم داخل کریں گے گھنی چھاؤں میں

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا ۙ

بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو **۴۳**

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ

اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے

اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝۵۸ یٰۤاَیُّهَا

اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو بے شک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا ف۲ ۴۴ اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی

ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا

الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ

جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے

منزل ۱

ع ۸

حصہ دوم (احکام سلطانیہ)

۱ تخویف اخروی برائے کفار اہل کتاب ۱۲۔

۲ بشارت اخروی برائے مومنین اہل کتاب ۱۲۔

۳ سورت کے دوسرے حصے کی ابتداء احکام سلطانیہ کا بیان

۴۳ پہلا حکم سلطانی حقداروں کو ان کے حقوق دلواؤ اور فیصلے انصاف سے کیا کرو یہاں خطاب حکام اور امراء مسلمین کو ہے جیسا کہ حضرت علی اور دوسرے مفسرین سے منقول ہے قال علی بن ابی طالب و زید بن اسلم و شهر بن حوشب وابن زید هذا خطاب لولاة المسلمین خاصة الخ (قرطبی ج ۵ ص ۲۵۶) یہاں حکام اور صاحب اقتدار طبقہ کو حکم دیا گیا کہ حقداروں کے حقوق لوگوں سے دلواؤ اور باہمی نزاعات اور جھگڑے عدل و انصاف سے طے کرو اور رعیت کو حکم دیا گیا کہ ایسے حکام کی فرمانبرداری کرو اور اپنے جھگڑے ایسے حکام کے پاس لے جایا کرو جو عدل و انصاف سے فیصلہ کیا کریں۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امانات سے یہاں مراد عام ہے اور یہ ہر قسم کی ذمہ داریوں اور عدل و انصاف کے فیصلوں کو شامل ہے الخطاب عام یتناول الولاة فیما الیهم من الامانات فی قسمة الاموال ورد الظلامات وعدل الحکومات الخ (بحر ج ۳ ص ۲۷۷) فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ الخ اس میں خطاب حکام اور رعایا سے ہے یعنی اگر حکام اور رعایا میں کسی معاملہ میں تنازع یا اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو ختم کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کیا جائے اور کتاب و سنت سے جو ہدایات ملیں ان پر عمل کیا جائے نہ یہ کہ چند انسانوں کی ایک مشاورتی کونسل بنا کر اس کے فیصلوں کو حرف آخر کی حیثیت دی جائے۔

۴ پہلا حکم سلطانی حکام کو حکم دیا گیا ہے کہ حقداروں کے حقوق لوگوں سے دلواؤ اور حکم بالعدل کرو اور رعیت کو حکم دیا گیا کہ حکام کی فرمانبرداری کرو اور ایسے حکام سے فیصلے کراؤ ۱۲

۴۴ یہ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ سے متعلق ہے اور ان منافقین یہود کیلئے زجر ہے جو دعوے کرتے تھے کہ وہ تورات کی تعلیم کے مطابق قرآن پر اور آخری پیغمبر پر دل و جان سے ایمان لا چکے ہیں مگر ان کا عمل ان کے اس دعویٰ کے سراسر خلاف تھا۔ امام ثعلبی اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک منافق بشر نامی کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا تو اس یہودی اور اس کے متعلقین نے اس منافق سے کہا کہ چلو یہ جھگڑا ہم تمہارے پیغمبر کے پاس لے چلتے ہیں تو اس منافق نے کہا کہ نہیں یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کے پاس چلو۔ آخر مقدمہ عدالت نبوی میں پہنچا آپ نے فریقین کے بیانات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرما دیا جس کا منافق کو بہت رنج ہوا۔ وہاں سے اٹھ کر بشر نامی منافق نے یہودی سے کہا چلو حضرت عمر کے پاس چلیں اس کا خیال تھا کہ وہ مجھے مسلمان سمجھ کر میری طرفداری کریں گے لیکن وہاں پہنچ کر یہودی نے حضرت عمر سے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمے کا فیصلہ میرے حق میں فرما چکے ہیں لیکن بشر اس پر راضی نہیں ہوا حضرت عمر نے یہ سنتے ہی اندر سے تلوار لا کر اس منافق کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے پر راضی نہ ہو میرے نزدیک اس کا فیصلہ یہی ہے اس طرح الطاغوت سے یہاں

موضح القرآن ف۱ یعنی ہمیشہ سے اللہ نے ابراہیم کے گھر میں بزرگی دی ہے اب بھی اسی کے گھر میں ہے پھر جو کوئی قبول نہ رکھے وہی بے انصاف ہے۔ ف۲ یعنی امانت میں خیانت نہ کرو اور حکومتی میں خاطر نہ کرو خواہ رشوت کے واسطے خواہ کسی کے واسطے یہ عادتیں یہود میں بہت تھیں اسی واسطے بعضے کچے مسلمان قضیہ چکانے کو حضرت کے پاس نہ آتے کہ یہ کسی کی خاطر نہ رکھیں گے اور یہود کے عالموں کے پاس جاتے کہ وہ خاطر کریں گے آگے مسلمانوں کو تقید فرمایا کہ جب تک ہر قضیے میں اور ہر حکم میں رسول ہی کی طرف رجوع نہ رکھو اور دل سے اس کے حکم پر راضی نہ ہو تب تک تم کو ایمان نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ دریں آیت اشارہ است بقصہ عثمان حجبی کہ مفتاح کعبہ از دست دی گرفتند و مردمان آن را از حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم طلب کردند آنحضرت قبول ننمودہ بعثمان رد فرمود ۱۲۔

کعب بن اشرف مراد ہے (روح ج ۵ ص ۶۹) لیکن عموم کے اعتبار سے طاغوت ہر معبود غیر اللہ پر بولا جاتا ہے اور اس آیت میں بھی عموم الفاظ کے پیش نظر طاغوت کو ہر معبود غیر اللہ پر محمول کرنے کی گنجائش ہے اس طرح آیت میں ان مشرکوں کے حال کا تذکرہ ہوگا جو بزرگان دین کے بتوں اور ان کی قبروں میں ما فوق الفطرت کرشمے مان کر ان کی خانقاہوں پر اپنے جھگڑے لے جاتے ہیں جیسا کہ مشرکین مکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت سے تقسیم کا فیصلہ لیتے تھے اور آجکل بعض جہلا مجرم سے کہتے ہیں کہ تم فلاں بزرگ کی قبر پر ہاتھ رکھ دو یا اس کے روضے کی کنڈی کھول دو۔ میں یہ چیز اس کی قبر پر رکھتا ہوں تم اٹھالو۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ اسی مذکورہ واقعہ سے متعلق ہے **ف۴۵** مصیبت سے قتل کا مذکورہ واقعہ مراد ہے اور ما قدمت ایدیھم سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر اعتماد نہ کرنا اور اسے کافی نہ سمجھنا مراد ہے کیونکہ مصیبت قتل ان پر اسی بنا پر آئی کہ انھوں نے دربار نبوی کا فیصلہ تسلیم نہ کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر منافق کو قتل کر دیا تو اسکے وارثوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچکر مقتول کے خون بہا کا مطالبہ کیا

وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ

اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر

ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (٥٩) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام ف۱ ف۴۴ کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو

يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

دعوے کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں اس پر جو اترا تیری طرف ف۲ ف۴۴ اور جو اترا

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ

تجھ سے پہلے چاہتے ہیں کہ قضیہ لے جائیں شیطان کی طرف

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

اور حکم ہو چکا ہے ان کو کہ اس کو نہ مانیں اور چاہتا ہے شیطان کہ

يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا (٦٠) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى

ان کو بہکا کر دور جا ڈالے اور جب ان کو کہیے کہ آؤ

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ

اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے اتارا اور رسول کی طرف تو دیکھے تو منافقوں کو کہ ہٹتے ہیں

عَنْكَ صُدُوْدًا (٦١) فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا

تجھ سے رک کر پھر کیا ہو کہ جب ان کو پہنچے مصیبت اپنے

قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ڰ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ

ہاتھوں کے کئے ہوئے سے ف۴۵ پھر آویں تیرے پاس قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی کہ ہم کو غرض نہ تھی

اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا (٦٢) اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ

مگر بھلائی اور ملاپ ف۲ ف۴۶ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو ان

قُلُوْبِهِمْ ۤ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ

کے دل میں ہے سو تو ان سے تغافل کر اور ان کو نصیحت کر اور ان سے کہہ ان کے

منزل ۱

ع ۸ / ۹ / ۵

لے زجر برائے منافقین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو کافی نہیں سمجھتے تھے ۱۲

اور لگے قسمیں کھانے کہ ہم نے آپ کا فیصلہ رد نہیں کیا تھا بلکہ حضرت عمر کے پاس جانے سے ہماری نیت یہ تھی کہ وہ ہمارے درمیان صلح کرا دیں اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ الخ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی باتیں جانتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ وہ منافق ہیں اور آپ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں اور صریح غلط بیانی کر رہے ہیں اس لئے آپ ان کے بیانات سے اعراض کریں اور انکا خون بہا وغیرہ کا کوئی مطالبہ قبول نہ کریں۔ اور انھیں نہایت ہی صاف صاف الفاظ اور مؤثر انداز میں منافقت سے باز آجانے کی تلقین فرمائیں **ف۴۶** رسولوں کے بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے مگر یہ منافقین اطاعت کے بجائے نافرمانی پر تلے ہوئے ہیں وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ جونہی ان سے یہ گناہ صادر ہوا تھا کہ انھوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے اعراض کیا اگر اسی وقت وہ اس پر نادم ہو جاتے اور پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کرتے اور اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگتے اور آپ بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے قبولیت توبہ اور معافی کی سفارش فرماتے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمالیتا اور ان کا گناہ معاف کر دیتا۔ واستغفر لھم الرسول فسئل اللہ تعالیٰ ان یقبل توبتھم ویغفر ذنوبھم (روح ج ۵ ص ۷۱) اس آیت کا تعلق حضور علیہ السلام کی زندگی کے اسی واقعہ سے ہے اور آپکی قبر سے استمداد و استشفاع جائز نہیں جیسا کہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحق نے شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی ایک عبارت سے پیدا ہونیوالی غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔ درحق آنست کہ انکار فقہاء عام ست از آنکہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر ایشاں ہمہ جائز نیست چنانچہ از عبارت دیگر کتب فقہاء که در جواب ایراد کردہ می شود واضح خواہد گردید (مسائل اربعین مسئلہ ۲۰)۔ **صاحب ترجمہ**:۔ اور حق یہ ہے کہ فقہاء کا انکار عام ہے استمداد خواہ انبیاء علیہم السلام کی قبروں سے ہو خواہ غیر انبیاء کی قبروں سے سب ناجائز ہے جیسا کہ فقہاء کرام کی دوسری کتابوں کے حوالوں سے جو ہم اسی سوال کے جواب میں ذکر کریں گے واضح ہو جائے گا **ف۴۷** یہاں ایمان کیلئے تین

موضح قرآن ف اختیار والے بادشاہ اور قاضی اور جو کسی کام پر مقرر ہو اسکے حکم پر چلنا ضرور ہے جب تک وہ خلاف خدا اور رسول حکم نہ کرے اگر صریح خلاف حکم کرے تو وہ حکم نہ مانئے پس اگر دو مسلمان جھگڑتے ہیں ایک نے کہا چل شرع میں رجوع کریں دوسرے نے کہا میں شرع نہیں سمجھتا یا مجھے شرع سے کام نہیں وہ بے شک کافر ہوا۔ **ف۲** مدینے میں ایک یہودی اور ایک منافق ظاہر میں مسلمان تھا جھگڑنے لگے یہودی نے کہا چل محمد پاس صلی اللہ علیہ وسلم منافق نے کہا کہ چل کعب بن اشرف پاس وہ یہودیوں کا سردار تھا۔ آخر حضرت پاس آئے حضرت نے یہودی کا حق ثابت کیا۔ منافق نے باہر نکل کر کہا کہ چلو عمرؓ کے پاس وہ حضرت کے حکم سے مدینے میں قاضی تھے۔ منافق نے جانا کہ حمیت اسلام کرینگے۔ جب گئے ان کے آگے یہودی نے کہہ دیا کہ حضرت پاس ہم جا چکے ہیں وہ مجھ کو سچا کر چکے ہیں حضرت عمرؓ نے منافق کی گردن ماری اس کے وارث حضرت پاس خون کا دعویٰ کر کے آئے اور قسمیں کھانے لگے کہ ہم گئے تھے اسلئے کہ شاید صلح کرا دیں۔ تب یہ آیتیں اتریں اور ان کا نام فاروق فرمایا۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید مرد ضعیف الاسلام در خلاف ہوا نفس بحکم شرع راضی نمی شد و گاہی بکاہنان و رئیسان کفر رجوع میکرد و چون آنحضرت ایشان را ابرایں معنی تعزیر یا تہدید فرمودی سوگند خوردندی که مخالفت آنحضرت مقصود ما نیست خدا تعالیٰ درین باب آیت فرستاد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی در میان خصوم ۱۲۔

شرطیں بیان کی گئی ہیں اوّل حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ آپ کو فیصل مانیں دوم لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا آپ کے فیصلے کو دل وجان سے قبول کریں سوم وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا آپ کے فیصلے کے خلاف زبان پر گلہ کا کوئی لفظ
نہ لائیں حاصل یہ کہ صرف زبانی اقرار سے مومن نہیں بن سکتے۔ جب تک زبانی اقرار کے ساتھ عملی طور پر بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصل نہ مانیں گے۔ اور آپ کا فیصلہ دل سے قبول نہیں کریں گے اور فیصلہ اپنے
خلاف ہونے کی صورت میں کبیدہ خاطر اور دل میں رنجیدہ نہیں ہوں گے اور نہ زبان پر حرف شکایت لائیں گے اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ الخ یہ لوگ اس قسم کے
آسان احکام پر بھی عمل نہیں کرتے اگر ان پر سخت احکام فرض کر دیئے جاتے تو سوائے معدودے چند ان میں سے کوئی بھی ان پر عمل نہ کرتا یہ احکام تو نہایت آسان ہیں اگر یہ لوگ ان پر دل وجان سے عمل کر لیتے تو اس میں ان کی اپنی
ہی بہتری تھی۔ دنیا میں بھی امن اور چین سے رہتے اور آخرت میں بھی بہت بڑا اجر پاتے **۴۸** یہ دل وجان سے ماننے والے مخلص مومنین کیلئے اخروی بشارت ہے مطلب یہ ہے کہ جو لوگ احکام الٰہی اور ارشادات

اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
حق میں بات کام کی اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر
لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ
اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے **۴۶** اور اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ
پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کو بخشواتا تو البتہ اللہ کو پاتے
تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا
معاف کرنیوالا مہربان سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ ہی کو منصف جانیں اس
شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ
جھگڑے میں جو ان میں اٹھے **۴۷** پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے
وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا
اور قبول کریں خوشی سے اور اگر ہم ان پر حکم کرتے کہ ہلاک کرو
اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ
اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر تو ایسا نہ کرتے مگر تھوڑے
مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا
ان میں سے اور اگر یہ لوگ کریں وہ جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو البتہ ان کے حق میں
لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا
بہتر ہو اور زیادہ ثابت رکھنے والا ہو دین میں **ف۱** اور اس وقت البتہ دیں ہم ان کو اپنے پاس سے بڑا
عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾ وَمَنْ يُّطِعِ
ثواب اور چلادیں ان کو سیدھی راہ اور جو کوئی حکم مانے
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
اللہ کا اور اس کے رسول کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا **۴۸**

ف۱ اس کا تعلق پیغمبر علیہ السلام کی زندگی کے ساتھ ہے موت کے بعد اسکا کوئی تعلق نہیں ۱۲۔

ف۲ بشارت اخروی ۱۲

ف۳ اطاعت کرنیوالوں کو آخرت میں ان کی رفاقت نصیب ہوگی۔ اطاعت کرنیوالے صدیقین اور شہداء بن سکتے ہیں جیسا کہ سورہ حدید میں فرمایا لیکن انبیاء نہیں بن سکتے اسی لئے یہاں مع الذین الخ فرمایا ۱۲

نبوی پر پورا پورا عمل کریں گے اور دل وجان سے ان کے احکام کے سامنے
سر جھکا دیں گے قیامت کے دن جنت میں ان کو انبیاء علیہم السلام۔
صدیقین۔ شہداء اور نیک لوگوں کی معیت اور سنگت نصیب ہو
گی اور وہ جنت میں ان کے ساتھ ہوں گے۔ آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ
اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے سے آدمی نبی بھی بن سکتا ہے
کیونکہ رسالت و نبوت تو وہبی چیز ہے جو محض عطاء الٰہی سے حاصل ہوتی
ہے کسب اور ریاضت اور کثرت عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتی
جیسا کہ ارشاد ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ
(انعام ع ۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا یہی مفہوم
منقول ہے۔ امام سعید بن جبیر، مسروق، ربیع اور سدی کبیر سے منقول
ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ دنیا میں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور
آپ کی جدائی گوارا نہیں کر سکتے لیکن آخرت میں آپ کا درجہ چونکہ بہت
بلند ہوگا اس لئے آپ کی زیارت نہیں کر سکیں گے اس پر یہ آیت
نازل ہوئی۔ قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ
ما ینبغی لنا ان نفارقک فی الدنیا فانک لو قدمت رفعت
فوقنا فلم نرک فانزل اللہ ومن یطع اللہ والرسول الآیۃ (ابن جریر
ج ۵ ص ۹۶، ابن کثیر ج ۱ ص ۵۲۲) علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔ای هم معهم
فی دار واحدة ونعیم واحد یستمتعون برؤیتهم والحضور
معهم لا انهم یساوونهم فی الدرجة (قرطبی ج ۵ ص ۲۷۲)
اور پھر آخر میں وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا سے اس بات کی صراحت فرما
دی یہ حضرات بہت ہی اچھے رفیق اور ساتھی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ
اس آیت میں اخروی معیت اور رفاقت کا ذکر ہے۔ چونکہ اللہ اور
اس کے رسول کی اطاعت سے انسان صدیق اور ولی تو بن سکتا ہے لیکن
نبی نہیں ہو سکتا البتہ آخرت میں نبیوں کا رفیق بن سکتا ہے اسی لئے
یہاں فرمایا ہے کہ آخرت میں فرمانبردار لوگ نبیوں۔ صدیقوں و شہیدوں
کے رفیق ہوں گے اور دوسری جگہ فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ
اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاۗءُ (حدید ع ۲) یعنی اللہ اور اس
کے رسول پر ایمان لانے والے صدیق اور شہید ہیں یہ نہیں فرمایا کہ وہ
نبی ہیں **۴۹** دوسرا حکم سلطانی (اٹھو اور ہتھیاروں سے مسلح
ہو کر مشرکین سے جہاد کرو) حِذْرَكُمْ سے جنگی ہتھیار مراد ہیں جیسا کہ امام مقاتل اور محمد باقر سے مروی ہے ای عدتکم من السلاح قالہ مقاتل وھو المروی عن ابی جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(روح ج ۵ ص ۸۹) اور ثُبَاتٍ جمع ثُبَةٍ کی اور ثُبَةٌ اس جماعت کو کہتے ہیں جس میں دس سے زیادہ آدمی ہوں (ایضا) اور فَانْفِرُوْا کی ضمیر سے حال ہے یعنی جب جہاد کی مہم درپیش ہو تو بلا توقف جہاد میں کود پڑو جیسا
بن پڑے یا جیسا موقع ومحل کے مناسب ہو سب مل کر دشمن پر حملہ کر دو یا چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی صورت میں حملہ کرو **۵۰** یہ زجر اور شکوی ہے ان منافقین کے لئے جو مسلمانوں میں موجود تھے ان کی اپنی ہمتیں
تو پست تھیں ہی ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کو بھی بددل کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ المراد منہ المنافقون کانوا یثبطون الناس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر ج ۳ ص ۳۸۴)۔
يُبَطِّئَنَّ لازم اور متعدی دونوں طرح آتا ہے یعنی وہ خود پیچھے ہٹتے تھے یا لوگوں کو ہٹاتے تھے۔ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ الخ ان منافقوں کا حال تھا کہ اگر خدا نخواستہ مسلمانوں کو شکست ہو جاتی تو کہتے یہ تو ہم پر خدا کا بڑا احسان

موضح القرآن ف۱ یعنی مالک کے حکم میں تو جان تک دریغ نہ کرنا چاہیئے اگر اللہ ویسے حکم فرماتا تو یہ منافق کب کر سکتے یہ حکم تو نصیحت کے ہیں انہیں پر چلیں تو نفاق جاتا ہے اور مومن ہو جاویں کیا یہ غنیمت نہیں سمجھتے۔

ہوا کہ ہم ان کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں تھے ورنہ ہم بھی ان کے ساتھ پس جاتے وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ الخ اور اگر مسلمانوں کی فتح ہوجاتی اور مال غنیمت انبار در انبار ان کے ہاتھ آجا
تو منافقین حسرت وافسوس سے انگلیاں کاٹنے لگتے اور کہتے کاش ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے تو مال غنیمت سے کثیر دولت ہاتھ آتی اور مالامال ہوجاتے لَيَقُوْلَنَّ کا مقولہ يٰلَيْتَنِيْ سے شروع ہوتا ہے۔
اور كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ درمیان میں جملہ معترضہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ منافقین ایسی باتیں اس طرح کہتے ہیں گویا تمہارے اور ان کے درمیان کسی قسم کا دینی رشتہ اور تعلق
موجود نہیں اور منافقوں کی دوستی جو مسلمانوں کے ساتھ تھی وہ محض ظاہری تھی ان کے دل میں وہی بغض وعداوت تھی۔ کذا فی المدارک والخازن وابی السعود والکبیر وغیرہا۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ بطور خوشامد ایسی
باتیں کرتے ہیں گویا ظاہر کرتے ہیں کہ پہلے میرا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اگر ان کے ساتھ کچھ دوستی کا تعلق ہوتا تو وہ بھی ان کے ساتھ ضرور جہاد میں شریک ہوتا اور فوز عظیم حاصل کر لیتا۔ حضرت شیخ کے نزدیک

مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ
کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۶۹ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ
اور اچھی ہے ان کی رفاقت ف۱ یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے
وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۷۰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا
اور اللہ کافی ہے جاننے والا ف۲ اے ایمان والو لے لو
حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۷۱ وَاِنَّ
اپنے ہتھیار ف۳ پھر نکلو جدی جدی فوج ہوکر یا سب اکٹھے اور
مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ
تم میں بعضا ایسا ہے کہ البتہ دیر لگاوے گا ف۴ پھر اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہے
قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۷۲ وَلَئِنْ
اللہ نے مجھ پر فضل کیا کہ میں نہ ہوا ان کے ساتھ اور اگر
اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ
تم کو پہنچا فضل اللہ کی طرف سے تو اس طرح کہنے لگے گا کہ گویا نہ تھی
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ
تم میں اور اس میں کچھ دوستی ف۵ اے کاش کہ میں ہوتا ان کے ساتھ تو پاتا
فَوْزًا عَظِيْمًا ۷۳ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ
بڑی مراد ف۶ سو چاہیے لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچتے ہیں
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے ف۱ اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں
فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۷۴ وَمَا
پھر مارا جاوے یا غالب ہووے تو ہم دیں گے اس کو بڑا ثواب ف۲ اور

منزل ۱

ع ۱۱ ۹ ۶

ل دوسرا حکم سلطانی اٹھو اور ہتھیاروں سے مسلح ہوکر مشرکین سے جہاد کرو ۱۲۔
ل زجر مع شکوی ۱۲۔
ل جملہ معترضہ ۱۲
ل لیقولن کا مقولہ ۱۲۔
ل ترغیب الی القتال ۱۲۔
ل تیسرا حکم سلطانی اٹھو مسلح ہوکر نکلو جو ضعیف مسلمان مکہ میں قید ہیں ان کو مشرکین کے چنگل سے چھڑاؤ وہ خود نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ ہمیں ظالموں سے نجات دے ۱۲۔

یہ معنی راجح ہیں ف۱ یہ ترغیب الی القتال ہے يَشْرُوْنَ شریٰ سے ہے جو اضداد میں سے ہے اور خریدنے اور بیچنے دونوں معنوں میں مستعمل ہے یہاں يَشْرُوْنَ بمعنی يَبِيْعُوْنَ ہے یعنی وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب مومنوں نے اپنی زندگی کا مقصد یہ قرار دیا ہے کہ وہ ہر معاملے میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دیں گے تو انہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہیئے۔ اور انہیں میدان قتال میں ثابت قدم رہنا اور منافقوں کی بددل کرنے والی باتوں کی پروا نہیں کرنی چاہیئے وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہ مجاہدین کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت ہے اگر شہید ہو جائیں تو آخرت میں بلند ترین درجات حاصل کریں گے اور اگر شہادت نصیب نہ ہوئی تو ثواب عظیم اور مال غنیمت سے حصہ تو ضرور ملے گا ف۲ تیسرا حکم سلطانی (کمزور اور ضعیف مسلمانوں کو جو مکہ میں تکلیفیں اٹھا رہے ہیں ظالم مشرکوں کے پنجہ استبداد سے چھڑاؤ) پہلے سے زیادہ واضح اور مدلل طریقہ سے مشرکین سے جہاد کرنے کا حکم دیا کہ اٹھو ہتھیار پہنو اور ان کمزور مسلمانوں کو مشرکین کے نرغے سے چھڑاؤ جو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ ان ظالم مشرکوں سے ہمیں نجات دے لہٰذا تم اٹھو اور ان کی خلاصی کے لئے جہاد کرو اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہ بھی ترغیب الی الجہاد ہے یعنی مومن تو ہمیشہ اللہ کے دین کو سربلند کرنے اور دنیا میں امن وامان قائم کرنے کے لئے جہاد کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان کا حامی اور ناصر ومددگار ہے اس کے برعکس کفار اور مشرکین باطل کی خاطر لڑتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان باطل پرستوں سے قتال کرنا چاہیئے تاکہ دنیا سے باطل مٹ جائے اور اللہ کا دین حق اور اس کی توحید غالب ہو جائے۔ توحید والوں کے مقابلے میں مشرکین ہمیشہ مخذول ومنہزم ہوں گے۔ رغب اللّٰه المومنین بانھم یقاتلون فی سبیل اللّٰه وھو ولیھم و ناصرھم واعداؤھم یقاتلون فی سبیل الشیطان فلا

موضح قرآن ف۱ نبی وہ ہیں جنکو اللہ کی طرف سے وحی آوے یعنی فرشتہ ظاہر میں پیغام کہہ جاوے اور صدیق وہ کہ جو وحی میں آوے ان کا جی آپ ہی اس پر گواہی دے اور شہید وہ جنکو پیغمبر کے حکم پر ایسا صدق آیا کہ اس پر جان دیتے ہیں اور نیکبخت وہ جن کی طبیعت نیکی پر ہی پیدا ہوئی ہے تو جو لوگ ایسے نہیں لیکن حکم برداری میں لگے جاتے ہیں اللہ ان کو بھی ان کے ساتھ گنے گا ف۲ آگے سو ذکر ہے جہاد کا ف۳ یعنی لڑائی میں اپنا بچاؤ کرنا زرہ سپر باندھ کر تدبیروں سے منع نہیں ف۴ یعنی ایسا شخص منافق ہے کہ خدا کے حکم پر نہیں دوڑتا بلکہ دنیا کا نفع تکتا ہے اگر لوگوں کو اس کام میں تکلیف پہنچی تو اپنے الگ رہنے پر ریجھتا ہے اور اگر لوگوں کو فائدہ پہنچا تو پچھتاتا ہے اور دشمنوں کی طرح حسد کرتا ہے ف۵ یعنی مسلمانوں کو چاہیئے کہ دنیا کی زندگی پر نظر نہ رکھیں آخرت چاہیں اور سمجھیں کہ اللہ کے حکم میں ہر طرح نفع ہے۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید مردم ضعیف الاسلام در اول اسلام کہ جہاد فرض نشدہ بود دعوت اسلام قبول نمودند چوں جہاد فرض شد از ان تقاعد کردند واز بعض کلمات منافقانہ بسر بردند و بعضی با مخالفان همزبان شدہ خلاف مرضی آنحضرت رای می زدند خدا تعالیٰ در یں باب آیت فرستاد واللہ اعلم ۱۲۔

ولی لھم الا الشیطان (مدارک ج ۱ صفحہ ۱۸۴) ۵۳ یہ منافقین کے لئے زجر ہے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں بڑی بڑی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچتیں تو وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کرتے اور آپ سے جہاد کی اجازت چاہتے آپ فرماتے ابھی مجھے جہاد کا حکم نہیں ملا۔ جو احکام تم پر فرض ہو چکے ہیں نماز اور زکوٰۃ وغیرہ ابھی ان پر ہی عمل کرو۔ پھر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جہاد کا حکم نازل ہوا تو ایک فریق (یعنی منافقین) اس حکم سے گھبرا اٹھے اور کہنے لگا کہ اے اللہ تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کیا۔ یہ لوگ قتال سے سخت خوفزدہ ہوئے ظاہر ہے کہ ان کا خوف محض موت اور قتل کی وجہ سے تھا تو اس کے جواب میں فرمایا۔ اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ الخ موت سے مت ڈرو اور اس سے مت بھاگو۔ موت کوئی صرف میدان جنگ میں لڑنے والوں ہی کو نہیں آتی موت ہر صورت آئیگی اگر تم موت سے بچنے کے لئے اونچے اور بہت مضبوط قلعے بنالو اور ان میں اپنے آپ کو محفوظ کرلو تو موت وہاں بھی آئے گی اور تمہیں ہرگز نہیں چھوڑے گی۔ جب موت سے چھٹکارا نہیں تو بہتر یہی ہے کہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہوئے مارے جاؤ تاکہ درجہ شہادت پاؤ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عنایات مخصوصہ اور اس کے انعامات خاصہ حاصل کرسکو ۵۴ یہ بھی منافقین کے لئے زجر ہے حضرت ابن عباس اور قتادہ فرماتے ہیں اگر مسلمانوں کی فتح ہوتی اور مال غنیمت ہاتھ لگ جاتا تو منافقین کہتے یہ سب اللہ کی مہربانی ہے اور اگر کہیں شکست ہوئی تو آپس میں کھسر پھسر کرنے لگے کہ نعوذ باللہ یہ پیغمبر کی بے تدبیری کا نتیجہ ہے (روح ج ۵ ص ۸۸، قرطبی ج ۵ صفحہ ۲۸۴ وغیرہ) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال باطل کا رد فرمایا کہ فتح و شکست اور تنگی و فراخی سب اللہ کی طرف سے ہے وہ ہر چیز کا خالق و مخترع ہے اور وہی نافع و ضار ہے۔ لاخالق ولا مخترع سواہ فلیس الامر کمازعمتم فاللہ تعالیٰ وحدہ ھو النافع الضار وعن ارادتہ تصدر جمیع الکائنات (بحر ج ۳ صفحہ ۳۰۰) حسن اور ابن زید کہتے ہیں کہ یہود اور منافقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عیاذا باللہ بدشگونی لیتے تھے کہ اس سے پہلے ہم خوشحال تھے اور ہمارے باغات خوب پھل لاتے تھے مگر اس کے آنے سے ہماری زمینوں اور باغوں کی پیداوار کم ہوگئی ہے (بحر و روح وغیرہ) ۵۵ یہ بھی منافقین اور یہود کے مذکورہ بالا قول باطل کا جواب ہے بلکہ اس جواب کی تفصیل ہے اس میں بظاہر خطاب تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن مراد عام ہے اور یہ خطاب ہر مخاطب کو شامل ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کو جو فائدہ اور بھلائی پہنچتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے اور جو اسے نقصان یا برائی پہنچتی ہے خالق اگرچہ اس کا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اس کا سبب انسان کی اپنی ہی بدعملی اور کوتاہی ہوتی ہے جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ (شوریٰ ع ۴) یہود مدینہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے اگر خوشحال تھے تو یہ محض اللہ کا احسان تھا اور آپ کی آمد کے بعد اگر ان پر تنگدستی آگئی تو یہ ان کی اپنی بدعملی کا نتیجہ تھا جب انہوں نے خدا کے پیغمبر کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے بطور تنبیہ ان پر تنگی کردی۔ والضمیر للیھود والمنافقین روی انہ کان قد بسط علیھم الرزق فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فدعاھم الی الایمان فکفروا امسک عنھم بعض الامساک (ابوالسعود ج ۳ صفحہ ۲۹۴) ۵۶ یہاں سے فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی ان کو چاہیئے تھا کہ ایسی باتیں کرنے کے بجائے آپ کی اطاعت کرتے کیونکہ آپ کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن اگر وہ آپ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے اور آپ کی فرمانبرداری سے اعراض کرتے ہیں تو آپ فکرمند اور غمگین نہ ہوں کیونکہ آپ نے اپنا فرض ادا کرلیا ہے آپ کا فرض صرف تبلیغ ہے جو آپ نے پورا کردیا وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا سے اخروی کی طرف اشارہ فرمادیا کہ ہم سب کچھ

لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ
تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں ۵۳ اور ان کے واسطے جو مغلوب ہیں
الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ
مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں اے رب ہمارے
اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ
نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ اور کردے
لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾
ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور کردے ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی مددگار ف
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
جو لوگ ایمان والے ہیں سو لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ
سو لڑتے ہیں شیطان کی راہ میں سو لڑو تم شیطان کے
الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ
حمایتیوں سے بے شک فریب شیطان کا سست ہے کیا تو نے نہ دیکھا
اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
ان لوگوں کو جن کو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ تھامے رکھو ۵۳ اور قائم رکھو نماز
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ
اور دیتے رہو زکوٰۃ پھر جب حکم ہوا ان پر لڑائی کا اسی وقت ان میں
مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ
ایک جماعت ڈرنے لگی لوگوں سے جیسا ڈر ہو اللہ کا یا اس سے بھی زیادہ ڈر
وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى
اور کہنے لگے اے رب ہمارے کیوں فرض کی ہم پر لڑائی کیوں نہ چھوڑے رکھا ہم کو

ع ۱۰ / ۷

مد ترغیب الی الجہاد میں داخل ہے ۱۲

مد زجر برائے منافقین ۱۲

منزل ۱

موضح قرآن ف یعنی دو واسطے لڑائی تم کو ضرور ہے۔ ایک تو اللہ کا دین بلند کرنے کو دوسرے مظلوم مسلمان جو کافروں کے ہاتھ میں بے بس پڑے ہیں ان کے خلاص کرنے کو شہر مکے میں ایسے لوگ بہت تھے کہ حضرت کے ساتھ ہجرت نہ کرسکے اور ان کے اقربا ان پر ظلم کرنے لگے کہ مسلمان سے پھر کافر کریں۔

دیکھ رہے ہیں۔ ان کا کوئی عمل ہم سے پوشیدہ نہیں انھیں اپنے اعمال کی پوری پوری سزا ملے گی ۵۷ یہ منافقین کا شکوی ہے اور ان کی دو رُخی چال پر ان کو زجر ہے جب وہ آپ کے پاس موجود ہوتے ہیں اس وقت تو آپ کی اطاعت کا دم بھرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ حضور آپ کا حکم ہمارے سر و چشم لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو اپنے قول و اقرار کے برعکس رات کو آپ کے اور مسلمانوں کے خلاف منصوبے بناتے ہیں لیکن آپ ان کی پروا نہ کریں۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور ہم نے ان کے تمام منصوبے نوٹ کر رکھے ہیں اور ان کو اس شرارت کی پوری پوری سزا دیں گے تَقُوْلُ میں دو احتمال ہیں یا تو یہ واحد مونث غائب کا صیغہ ہے اور ضمیر غائب طائفۃ کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین کا طائفہ اور ان کے سرداروں کی جماعت اپنے ہی اقرار کے باعث رات کو منصوبے بناتے ہیں یا یہ واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے اور خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یعنی وہ آپ کے احکام و ارشادات کے خلاف باتیں کرتے ہیں ۵۸

اَجَلٍ قَرِیْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ
تھوڑی مدت تک کہہ دے کہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے
لِّمَنِ اتَّقٰی ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ﴿۷۷﴾ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا
پرہیزگار کو اور تمہارا حق نہ رہے گا تاگے برابر ف۱ جہاں کہیں تم ہو گے
یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ؕ وَ
موت تم کو آ پکڑے گی اگرچہ تم ہو مضبوط قلعوں میں اور
اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ
اگر پہنچے لوگوں کو کچھ بھلائی تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے ف۲ اور اگر
تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ
ان کو پہنچے کچھ برائی تو کہیں یہ تیری طرف سے ہے کہہ دے کہ سب
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ
اللہ کی طرف سے ہے سو کیا حال ہے ان لوگوں کا ہرگز نہیں لگتے کہ سمجھیں
حَدِیْثًا ﴿۷۸﴾ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ؗ وَمَاۤ
کوئی بات ف۳ جو پہنچے تجھ کو کوئی بھلائی سو اللہ کی طرف سے ہے ۵۹ اور جو
اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ
تجھ کو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے ہے اور ہم نے تجھ کو بھیجا
رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ
پیغام پہنچانے والا لوگوں کو ۶۰ اور اللہ کافی ہے سامنے دیکھنے والا ف۴ جس نے حکم مانا رسول کا
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ
اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر
حَفِیْظًا ﴿۸۰﴾ وَیَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ؗ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ
نگہبان ف۵ اور کہتے ہیں کہ قبول ہے پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے ۵۷

منزل ۱

اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ اس میں بیان کردہ امور و حقائق نفس الامر اور واقع سے مختلف ہوتے اور بیان کا نفس الامر سے مختلف ہونا جھوٹ اور کذب ہوتا ہے تو حاصل یہ نکلا کہ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا بلکہ انسان کا خود ساختہ ہوتا تو اس کے کئی بیانات نفس الامر کے خلاف اور جھوٹے ہوتے لیکن اگر قرآن کے بیان کردہ امور و حقائق کو بنظر انصاف دیکھا جائے اور ان میں غور و فکر کیا جائے تو اس میں ایک بات بھی خلاف واقع نہیں مل سکیگی بان یکون بعض اخبارات الغیبیۃ کالاخبار عما یسرہ المنافقون غیر مطابق للواقع الخ (روح ج ۵ ص ۹۲ و خازن ج ۱ ص ۴۷۴) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی راجح ہے یا اختلاف سے عام اختلاف مراد ہے خواہ باہمی تناقض ہو یا نفس الامر سے مخالفت یا اسلوب بیان اور فصاحت و بلاغت میں اختلاف وغیرہ کما فی القرطبی ج ۵ ص ۲۹۰ وغیرہ) ۵۹ یہ شکوہ منافقین کی دوسری وجہ ہے کہ وہ ان خبروں اور رازوں کا افشا کرتے ہیں اور ان کو مشہور کرتے ہیں جن کا پوشیدہ رکھنا ہی اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ہے ان کا تعلق خواہ امن سے ہو یا خوف سے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر جو لشکر بھیجتے جب وہ غالب یا مغلوب ہو کر واپس آتے تو منافقین ان کی خبریں غلط انداز میں پھیلا دیتے ان الرسول کان اذا بعث سریۃ من السرایا

ما زجر برائے منافقین ۱۲۔

ما منافقین یہود کے مذکورہ بالا قول باطل کا جواب ۱۲۔

ما تسلی یعنی ایسی بری باتیں کہنے کی بجائے وہ آپ کی اطاعت کرتے ان کیلئے بہتر تھا ۱۲۔

ما شکوی برائے منافقین ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی جب تک مسلمان مکے میں تھے اور کافر ایذا دیتے تو اللہ تعالیٰ ان کو لڑنے سے تھامتا تھا اور صبر کا حکم فرماتا تھا اب جو حکم لڑائی کا آیا تو چاہیے کہ ہماری مراد ملی لیکن بعضے کچے مسلمان کنارہ کرتے ہیں اور موت سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے برابر آدمیوں سے خطرہ کرتے ہیں ف۲ یہ منافقوں کا ذکر ہے کہ اگر تدبیر جنگ درست آئی اور فتح و غنیمت ملی تو کہیں اللہ کی طرف سے ہوئی یعنی اتفاقاً بن گئی حضرت کی تدبیر کے قائل نہ ہوتے تھے اور اگر بگڑ گئی تو الزام رکھتے حضرت کی تدبیر پر اللہ صاحب نے فرمایا کہ سب اللہ کی طرف سے ہے یعنی پیغمبر کی تدبیر اللہ کا الہام ہے غلط نہیں اور بگڑی کو بگڑا نہ بوجھو یہ اللہ تم کو سکھاتا ہے تمہاری تقصیر پر اگلی آیت میں کھول کر فرمایا ف۳ بندہ کو چاہیے نیکی کو اللہ کا فضل سمجھے اور تکلیف اپنی تقصیر سے اور رسول پر الزام نہ رکھے تقصیروں سے اللہ واقف ہے اور وہی جزا دیتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی ایں کلمۂ حق است کہ خیر از جانب خداست و شر از جانب بندہ لیکن مقصود ایں مردم ازیں کلمہ درست نیست و آں آنست کہ جہاد با جمیع قبائل عرب معقول نیست پس اگر فتح باشد نعمتی غیر مترقب است و اگر ہزیمت باشد موافق حال این تدبیر است و چون جہاد بامر الٰہی است ہمہ خیر است عقل را در آنجا دخل دادن صحیح نباشد واللہ اعلم ۱۲۔

نغلبت او غلبت محمد ثواب ذالك وانشوه ولهم يصبعوا الخ (بحرج ۳ ص۳۰۵) لَعَلِمَهُ کی ضمیر منصوب اَمْرٌ کی طرف راجع ہے ۶۰ اس کے دو معنی ہیں اوّل یہ کہ اَلَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ سے
وہ لوگ مراد ہیں جو اس قسم کی خبر کو معلوم کرنے کے درپے اور اس کے علم کے متلاشی تھے اور منھم کی ضمیر رسول اور اولی الامر کی طرف راجع ہے اور جار مجرور علمہ کے متعلق ہے اور مطلب یہ
ہے کہ یہ لوگ ان خبروں کو مشہور نہ کرتے اور جن لوگوں کو یہ خبریں معلوم کرنے کا شوق تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولی الامر یعنی صحابہ میں جو لوگ صاحب مشورہ اور صاحب تدبر تھے ان سے معلوم کر
لیتے دوم یہ کہ منھم میں من بیانیہ ہے اور ھم ضمیر اولی الامر کی طرف راجع ... الذین یستنبطون سے وہ لوگ مراد ہیں جو اولی الامر میں صاحب بصیرت و استنباط تھے ۶۱ فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ
اللہ سے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا تک حکم ثالث یعنی وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ پر تنویر ہے اور بُعدِ عہد کی وجہ سے اس کا اعادہ ہے یہاں دوبارہ قتال کی ترغیب دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بَیَّتَ طَآئِفَۃٌ مِّنْہُمْ غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰہُ یَکْتُبُ
تو مشورہ کرتے ہیں بعضے بعضے ان میں سے رات کو اس کے خلاف جو تجھ سے کہہ چکے تھے اور اللہ لکھتا ہے
مَا یُبَیِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْہُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَفٰی
جو وہ مشورہ کرتے ہیں سو تو تغافل کر ان سے اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ
بِاللّٰہِ وَکِیْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ کَانَ
کافی ہے کارساز کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر ہوتا
مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ﴿۸۲﴾ وَ
کسی اور کا سوائے اللہ کے تو ضرور پاتے اس میں بہت تفاوت ف۱ ۵۸ اور
اِذَا جَآءَہُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ ؕ وَ
جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں ف۲ ۵۹ اور
لَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْہُمْ لَعَلِمَہُ
اگر اس کو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حاکموں تک تو تحقیق کرتے
الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ
اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی ۶۰ اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر
وَرَحْمَتُہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِیْ
اور اس کی مہربانی تو البتہ تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر تھوڑے ف۳ سو تو لڑ ۶۱
سَبِیْلِ اللّٰہِ ۚ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ
اللہ کی راہ میں تو ذمہ دار نہیں مگر اپنی جان کا اور تاکید کر مسلمانوں کو ف۴
عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّکُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ وَاللّٰہُ اَشَدُّ
قریب ہے کہ اللہ بند کر دے لڑائی کافروں کی اور اللہ بہت سخت ہے
بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْکِیْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً
لڑائی میں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں جو کوئی سفارش کرے نیک بات میں

ف۱ یعنی اس میں خلاف واقع امور آجاتے یا فصاحت و بلاغت میں فرق ہوتا ۱۲۔

ف۲ زجر برائے منافقین ۱۲۔

ف۳ اس کی دو تقریریں ہیں ۱۲۔

ف۴ ترغیب الی الجہاد ۱۲۔

ف۵ یعنی قتال کرو اور مومنوں کو بھی قتال پر آمادہ کرو ۱۲۔

ف۶ یہ حرض المؤمنین علی القتال سے متعلق ہے یعنی جو شخص اچھی بات کا وعظ و نصیحت کرے (ترغیب الی الجہاد کرے) تو اسکو اسکا ثواب ملے گا اور اگر کوئی بات کہے (منافق کیطرح مسلمانوں کیخلاف پروپیگنڈا کرے) اس کو اسکی سزا ملیگی ۱۲۔

کو مومنوں کو جہاد کی ترغیب دینے کا حکم فرمایا۔ تنکیل کے معنی تعذیب یعنی سزا دینے کے ہیں۔ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً الخ یہ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ سے متعلق ہے یعنی آپ مومنوں کو ترغیب الی الجہاد کا وعظ کریں اور جو شخص اچھی بات کا وعظ و نصیحت کرے اور نیک کاموں کی ترغیب دے اسے اللہ کی طرف سے بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا اور جو شخص کسی برے کام کی ترغیب دے اسے اس کی سزا ملے گی اور مُقِیْتًا کے معنی اقتدار والا یا حافظ و نگہبان (مُقِیْتًا) مُقْتَدِرًا.... اَوْ حَفِیْظًا (مدارک ج ۱ ص۱۸۱) وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ الخ یہ بھی ماقبل سے متعلق ہے اور اس میں خطاب رعیت کو ہے یعنی اگر تمہارے پاس کوئی واعظ جہاد کی ترغیب کے لئے آئے اور تم کو سلام دے تو تم اس کے الفاظ کی نسبت زیادہ اچھا جواب دو مثلاً اگر اس نے السلام علیکم کہا ہے تو تم اس کے جواب میں ورحمۃ اللہ کا اضافہ کرو اور اگر زیادہ نہ کرو تو اس کے الفاظ کے مطابق تو ضرور جواب دو حاصل یہ کہ ان سے خوشی کے ساتھ پیش آؤ ان کے حکم کی تعمیل کرو۔ اس آیت سے پہلے اور اس کے بعد چونکہ مضمون جہاد کا ذکر ہے اس لئے سیاق و سباق کی رعایت کر کے مفہوم بیان کیا گیا ہے ۶۲ ترغیب الی الجہاد کے بعد اصل مسئلہ (مسئلہ توحید) بیان فرما دیا جس کی خاطر جہاد کرنا ہے اور ساتھ لَیَجْمَعَنَّکُمْ الخ سے تخویف اخروی سنا دی کہ اگر اللہ کا حکم نہیں مانو گے اور جہاد سے گریز کرو گے تو آخر کار قیامت کے دن میدان حشر میں اللہ کے سامنے کئے جاؤ گے اور اپنے اعمال کی سزا پاؤ گے اور کہیں بھاگ کر جان نہیں بچا سکو گے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی مخلوق ہر حال میں اس حال کے موافق ہوتا ہے غصے میں مہربانی والوں کی طرف دھیان نہیں رکھتا اور مہربانی میں غصے والوں کی طرف دنیا کے بیان میں آخرت یاد نہ آوے اور آخرت کے بیان میں دنیا بے پرواہی میں عنایت کا ذکر نہیں اور عنایت میں بے پرواہی کا تو اس حال کا کلام سننے دوسری حال سے مخالف نظر آوے اور قرآن شریف جو خالق کا کلام ہے یہاں ہر چیز کے بیان میں دوسری جانب بھی نظر ہوتی ہے غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کا بیان ہر مقام میں ایک راہ پر ہے بیان منافقوں کا مذکور تھا۔ اس میں بھی ہر بات پر الزام اسی قدر ہے جتنا چاہئے اور جماعت میں سے انہیں پر الزام ہے جو لائق الزام ہیں اسی واسطے فرمایا کہ بعضے ان میں سے یوں کرتے ہیں ف۲ یعنی کہیں سے کوئی خبر آوے تو اوّل پہنچائیے سردار تک اور اس کے نائبوں تک جب وہ صحیح کر لیں اور اس پر بنا رکھیں تب آپ اس پر عمل کریئے۔ حضرت نے ایک شخص کو بھیجا ایک قوم کی زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے استقبال کو اس نے سمجھا کہ نکلے ہیں میرے مارنے کو الٹا پھر آیا اور شہر مدینے میں مشہور کیا کہ فلانی قوم مرتد ہوئی ہنوز حضرت تک خبر نہ پہنچی کہ شہر میں شہرہ ہوا اسی قسم سے ہر خبر بے تحقیق اور بغیر خبر سردار کے مشہور کرنے لگے کہ وہ خبر آخر غلط نکلی۔ یہ جو فرمایا کہ اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو شیطان کے پیچھے چلتے مگر تھوڑے یعنی ہر وقت احکام تربیت کے نہ پہنچتے رہیں تو کم لوگ ہدایت پر قائم رہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بر تو رغبت دادنست و بس اگر رفاقت نکنند بر تو مواخذہ نیست ۱۲۔

ـــ٦٣ــ چوتھا حکم سلطانی دراستہ میں مدینہ منورہ سے باہر جو منافق تمہیں ملے اسے بھی قتل کر ڈالو البتہ جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور غیر جانبدار ہیں ان کو قتل نہ کرو (بیان سے منافقین کے دو گروہوں کا حکم بیان کیا گیا ہے ایک وہ منافقین جو مدینہ سے دوسرے شہروں میں نکل گئے تھے دوم وہ جو ایسے کافروں کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گئے تھے جن کے اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ ہو چکا تھا۔ اس آیت میں المنافقین سے منافقین کا پہلا گروہ مراد ہے ان کے قتل کے بارے میں مسلمان دو فریقوں میں بٹ گئے ایک فریق نے کہا وہ منافق ہیں انھیں قتل کرنا چاہیئے دوسرے فریق نے ان کے قتل میں توقف کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زجر و توبیخ کے طور پر فرمایا کہ تم ان منافقین کے بارے میں دو فریق کیوں ہو گئے حالانکہ ان کے کرتوت اس بات کے متقاضی تھے کہ تم ان کے قتل میں ذرہ برابر تامل نہ کرتے یہ ان کی بدعملی اور خباثت باطن ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان سے ہٹا کر کفر کی طرف دھکیل دیا ارکسھم۔ ردھم الی الکفر (روح م) یعنی اللہ نے ان کو کفر کی طرف الٹا دیا اور دھکیل دیا وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ الخ تو معترضہ ہے اور یہ ان منافقین کی ایک بہت بڑی خباثت کا بیان ہے۔ وہ بظاہر تو مسلمان ہیں اور مسلمان کہلاتے ہیں مگر ان کے دلوں میں وہی کفر و شرک ہے اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ جو لوگ خلوص دل سے ایمان لا چکے ہیں وہ پھر سے کافر ہو جائیں اور کفر و ضلالت میں ان کے ساتھ یکساں ہو جائیں۔ جو لوگ کفر اور گمراہی میں اس حد تک پہنچ چکے ہیں تم ان کی رو رعایت مت کرو اور وہ جہاں بھی تمہیں مل جائیں بلا تامل ان کو قتل کر دو ـــ٦٤ــ یہ دوسرے فریق کا حکم ہے یعنی جو منافقین ان کفار کے پاس چلے گئے جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ اور میثاق ہے انھیں قتل مت کرو تاکہ معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اسی طرح جو جنگ و قتال سے بالکل علیحدہ ہو جائیں اور تمہارے پاس آ کر صاف اعلان کر دیں کہ وہ نہ تمہارے ساتھ جنگ کریں گے نہ کافروں کے ساتھ اور تم سے سلامتی کی درخواست کریں ان سے بھی درگذر کرو اور دیکھو اگر واقعی وہ جنگ سے کنارہ کش ہو گئے ہیں اور صحیح معنوں میں صلح و سلامتی چاہتے ہیں تو انھیں بھی قتل نہ کرو حصرت صدورھم بتقدیر قد جملہ جاء وا کی ضمیر فاعل سے حال ہے اور ان یقاتلوکم سے پہلے حرف جار محذوف ہے ای عن ان یقاتلوکم ولان یقاتلوکم (مدارک و بحر) ـــ٦٥ــ مذکورہ بالا دو گروہوں کے علاوہ کچھ ایسے منافقوں سے بھی تمکو واسطہ پڑے گا جو ایک طرف تو تم سے امن اور سلامتی چاہیں گے اور ظاہری طور پر صلح کا معاہدہ کر لیں گے اور دوسری طرف اپنی قوم سے جب وہ مسلمانوں سے ملیں گے تو اسلام کا اظہار کریں گے اور اپنی قوم سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے دین پر ہی ہیں اور تمہارے ساتھی ہیں اور اس طرح اپنے گھروں میں رہ کر دونوں طرف سے محفوظ و مامون رہنے کی کوشش کریں گے نبہ علی طائفۃ اخری مخادعۃ یریدون الاقامۃ فی مواضعھم مع اھلیھم یقولون لھم نحن معکم و علی دینکم و یقولون للمسلمین کذالک اذا وجدوا (بحر ج ٣ ص ٣١٨) کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوا فیھا۔

النصف

ع ١١
٨

يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً

اس کو بھی ملے گا اس میں سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات میں

يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿٨٥﴾

اس پر بھی ہے ایک بوجھ اس میں سے اور اللہ ہے ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ف ١ ف ٢

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۗ

اور جب تم کو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اس سے بہتر یا وہی کہو الٹ کر

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

بیشک اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا ف ٢ اللہ کے سوا کسی کی بندگی

هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ

نہیں ١٦٥ بے شک تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن اس میں کچھ شبہ نہیں اور اللہ

اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ

سے سچی کس کی بات ف ٣ پھر تم کو کیا ہوا کہ منافقوں کے معاملہ میں

فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ

دو فریق ہو رہے ہو ف ٣ اور اللہ نے ان کو الٹ دیا بسبب ان کے اعمال کے ١٦٦ کیا تم چاہتے ہو کہ

تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ

راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ ہرگز نہ پاوے گا تو

لَهٗ سَبِيْلًا ﴿٨٨﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ

اس کے لئے کوئی راہ ف ٣ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو پھر تم سب

سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰى يُھَاجِرُوْا فِيْ

برابر ہو جاؤ سو تم ان میں سے کسی کو دوست مت بناؤ یہاں تک کہ وطن چھوڑ آویں

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

اللہ کی راہ میں ف ٤ پھر اگر اس کو قبول نہ کریں تو ان کو پکڑو اور مار ڈالو جہاں

موضح قرآن ف ١ مثلاً کوئی محتاج کی سفارش کر کر دولتمند سے کچھ دلوا دے تو یہ بھی شریک ہوا ثواب خیرات میں اور جو کوئی کافر یا مفسد کو سفارش کر کر چھڑا دے کہ پھر وہ فساد کرے یہ بھی شریک ہوا اس فساد میں ف ٢ مثلاً کوئی کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ تو واجب ہے اسکا جواب اگر برابر چاہے تو وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ اور اگر زیادہ ثواب چاہے تو وَرَحْمَةُ اللّٰهِ بھی کہے اور اگر اس نے یوں کہا تو آپ کہے وَبَرَكَاتُهٗ ف ٣ یہاں منافق فرمایا ہے ان لوگوں کو جو ظاہر میں بھی مسلمان نہ تھے لیکن حضرت کے ساتھ محبت اور ملاپ جتاتے تھے اس غرض سے کہ ان کی فوج ہماری قوم پر جاوے تو ہماری جان و مال بچ رہے جب مسلمان خبردار ہوئے کہ ان کی آمد و رفت اس غرض کو ہے دل کی محبت سے نہیں تو بعضے کہنے لگے ان سے صحبت و ملاقات ترک کرلے تاکہ ایک طرف ہو جاویں اور بعضوں نے کہا کہ ملے جائیے اسی میں شاید ایمان لا دیں۔ اللہ نے فرمایا کہ ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ ہے اس کا فکر تم کو کیا ضرور باقی ایسوں سے جو معاملے چاہیئں سو آگے فرما دیئے۔

فتح الرحمن ف ١ یعنی سپارش گدائے بتونگر تا او را بدہند نیک است و سپارش سارق تا دست او نبرند درست نیست ١٢ ـ ف ٢ خدا تعالیٰ بیان فرماید کہ بہ تملق کفار اعتماد کردہ ١٢ ـ ف ٣ یعنی بعض بہ تملق فریفتہ شدند و بعض نشدند و می بایست کہ ہمہ باتفاق فریفتہ نمی شدند ١٢ ـ ف ٤ یعنی از جملہ راہ پایان شمارید ١٢

اور جب کبھی ان کو مسلمانوں سے جنگ کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اسلام کا ظاہری اقرار یا صلح و معاہدہ چھوڑ چھاڑ فوراً جنگ اور شر و فساد میں کود پڑتے ہیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چونکہ ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے اس لئے وہ اللہ کی جانب سے قہر و جباریت کے ساتھ قتال میں شامل کئے جاتے ہیں **ف۶۶** سو اگر وہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے سے گریز نہ کریں اور سلامت روی اختیار نہ کریں اور نہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روکیں تو پھر تمہارے لئے بھی ان کا خون مباح ہے تمہیں جہاں کہیں مل جائیں انھیں پکڑو اور بلا دریغ تہ تیغ کردو۔ ویلقوا الیکم السلم اور ویکفوا ایدیھم دونوں یعتزلوکم پر معطوف ہیں **ف۶۷ پانچواں حکم سلطانی** (راستہ میں خیال رکھنا کہیں غلطی سے تمہارے ہاتھوں کوئی مسلمان قتل نہ ہو جائے اور اگر خطاً ایسا ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے) فرمایا یہ تو مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو عمداً اور جان بوجھ کر قتل کرے البتہ یہ ممکن ہے کہ اس کے ہاتھوں غلطی اور خطا سے مؤمن قتل ہو جائے۔ قتل خطا کی بڑی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ قصد و ارادہ میں غلطی سے قتل مسلم واقع ہو یا عمل کی غلطی سے پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ دور سے کسی آدمی کو دیکھا اور سمجھا کہ وہ حربی کافر ہے اور اس پر فائر کر دیا لیکن دراصل وہ مومن تھا دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ کوئی نشانہ بنا کر تیر پھینکا یا شکار پر فائر کیا مگر وہ کسی مسلمان کے جا لگا اور وہ مر گیا پھر جو شخص غلطی سے کسی مسلمان کے ہاتھوں قتل ہو جائے اس کی تین صورتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ مقتول مومن ہو اور دار الاسلام کا شہری ہو۔ دوم یہ کہ مقتول ہو تو مؤمن لیکن حربی کافروں میں رہتا ہو۔ سوم یہ کہ مقتول کافر ہو لیکن ایسی قوم کا فرد ہو جس کا مسلمانوں سے معاہدہ ہو۔ مثلاً ذمی ہو جو دار الاسلام میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو یا عارضی ہو یعنی دار الاسلام میں اجازت نامہ کے ذریعے عارضی طور پر مقیم ہو۔ تینوں کا حکم مختلف ہے۔ **ف۶۸** یہ قتل کی پہلی صورت کا حکم ہے اس صورت میں قاتل پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا اور مقتول کے ورثاء کو دیت (خون بہا) ادا کرنا واجب ہے۔ دیت کی رقم ورثاء میں ان کے حصوں کی مناسبت سے تقسیم ہوگی اگر اس کا کوئی وارث نہیں تو وہ رقم بیت المال (سرکاری خزانہ) میں جمع ہوگی۔ اِلَّآ اَنْ یَّصَّدَّقُوْا یہ وجوب دیت سے مستثنیٰ ہے یعنی اگر مقتول کے ورثاء پورا خون بہا یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو معاف کردہ حصے کا ادا کرنا واجب نہیں ہوگا۔ خون بہا کی مقدار ایک سو اونٹ ہے اور اگر سو اونٹ کا انتظام نہ ہو سکے تو ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم۔ درہم موجودہ پاکستانی سکہ کے مطابق تقریباً چار آنے کے برابر ہے۔

وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾

پاؤ اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو دوست اور نہ مددگار ف۱

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ

مگر وہ لوگ جو ملاپ رکھتے ہیں ایک قوم سے کہ تم میں اور ان میں عہد ہے ف۶۷

اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ

یا آئے ہیں تمہارے پاس کہ تنگ ہو گئے ہیں دل ان کے تمہاری لڑائی سے اور

يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ

اپنی قوم کی لڑائی سے بھی ف۱ اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر زور دے دیتا

فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا

تو ضرور لڑتے تم سے سو اگر یکسو رہیں وہ تم سے پھر تم سے نہ لڑیں اور پیش کریں

اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾

تم پر صلح تو اللہ نے نہیں دی تم کو ان پر راہ ف۲ ف۲

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا

اب تم دیکھو گے ایک اور قوم کو جو چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے بھی اور اپنی

قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ

قوم سے بھی ف۶۵ جب کبھی لوٹائے جاتے ہیں وہ فساد کی طرف تو اس کی طرف لوٹ جاتے ہیں ف۳ پھر اگر

لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ

وہ تم سے یکسو نہ رہیں اور نہ پیش کریں تم پر صلح ف۶۶ اور اپنے ہاتھ نہ روکیں

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰٓئِكُمْ

تو ان کو پکڑو اور مار ڈالو جہاں پاؤ اور ان پر

جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

ہم نے تم کو دی ہے کھلی سند ف۶۷ ف۳ اور مسلمان کا کام نہیں

ع ۱۲ ۹

منزل ۱

ف۱ یعنی جو منافق ان کفار سے جا ملیں جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے ان کو قتل نہ کرو نہ قید کرو ۱۲

ف۲ اور کوئی راہ ان پر قتل و قید کی نہیں ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جب تک تم میں نہ آ ملیں تب تک ان کو برے بھلے میں شریک نہ کرو۔ اور لڑائی میں انکو مت بچاؤ ف۲ یعنی اس ملنے گھلنے سے تو ان کو لڑائی میں مت بچاؤ مگر دو صورت سے یا وہ ہم قسم ہیں تمہارے صلح والوں سے تو وہ بھی صلح میں داخل ہیں یا لڑائی سے عاجز ہو کر تم سے آپ صلح کریں اس پر کہ نہ اپنی قوم کی طرف سے ہو کر تم سے لڑیں نہ تمہاری طرف ہو کر ان سے تو اگر اس عہد پر قائم رہیں تو تم بھی اللہ کا احسان جانو کہ ہمارے لڑنے سے بند ہوئے ف۳ یعنی بعض ہیں کہ عہد بھی کر جاتے ہیں کہ نہ تم سے لڑیں نہ اپنی قوم سے لیکن قائم نہیں رہتے۔ جب اپنی قوم کا غلبہ دیکھتے ہیں ان کے رفیق ہو جاتے ہیں تو ان سے تم بھی قصور مت کرو تمہارے ہاتھ سند لگی کہ وہ عہد پر قائم نہ رہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید کسی کہ ایمان آرد و ہجرت نکند حکم او بطریق اولیٰ فہمیدہ شد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی اگر اسلام آرند و ہجرت کنند ایشان را دوست باید گرفت و اگر اسلام بیارند باید گشت مگر آنکہ معاہد باشند و تا بنا بر عہد و حلفاء معاہدان را ہیچ راہ نتوان ایذا داد ۱۲۔ ف۳ یعنی صلح می کنند و باز نقض عہد می نمایند ۱۲ ف۴ مترجم گوید خدا تعالیٰ احکام قتل خطا بیان می فرماید و آنکہ کف از کسی کہ بکلمہ اسلام متکلم شد واجب است و فضل مجاہدان و وجوب ہجرت از دار کفر بدار الاسلام و کیفیت نماز سفر نماز خوف بیان می کند واللہ اعلم ۱۲۔

ف۶۹ قتل کی دوسری صورت کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے اس صورت میں خونبہا واجب نہیں اذا اسلم الحربی فی دار الحرب ولم یھاجر الینا فقتله مسلم خطأ تجب الکفارة بقتله للعصمة المؤثمة وھی الاسلام ولا تجب الدیة لان العصمة المقومة بالدار ولم توجد (مدارک ج ۱ ص۱۸۹) ف۷۰ یہ ذمی یا کافر معاہد کے قتل کا حکم ہے یعنی اس کے قاتل پر کفارہ اور دیت دونوں واجب ہیں ھذا فی الذمی والمعاھد یقتل خطأ فتجب الدیة والکفارة (قرطبی ج ۵ ص۳۲۵) مقتول مومن ہو جیسا کہ پہلی صورت میں تھا یا کافر جیسا کہ تیسری صورت میں دونوں کے قاتل پر دیت کا ایجاب ایک ہی انداز سے بیان کیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ مومن اور کافر ذمی یا مستامن کا خونبہا برابر ہے۔ ان کان المقتول ذمیا فحکمه حکم المسلم و فیه دلیل علی ان دیة الذمی کدیة المسلم (مدارک) ف۷۱ اس کا تعلق کفارے کی تینوں صورتوں سے ہے یعنی اگر غلام یا لونڈی میسر نہ آسکے تو اس کی جگہ متواتر دو ماہ کے روزے رکھنے سے کفارہ ادا ہو جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ دو ماہ میں ایک دن کا روزہ بھی ناغہ نہ ہو اگر ایک دن بھی ناغہ ہو گیا تو پھر از سر نو دو ماہ کے روزے رکھنے پڑیں گے یہاں قتل خطا کی تینوں صورتوں کا حکم بیان ہوا۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ قتل خطا کے بعد قتل عمد پر تخویف اخروی فرمائی۔ قتل عمد کا فقہی حکم كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى (البقرہ ع ۲۲) میں بیان ہو چکا ہے یہاں خالدا فیھا کے الفاظ سے اس طرف اشارہ فرما دیا ہے کہ یہاں قتل عمد سے اس کا درجۂ کامل مراد ہے یعنی مومن کو عمداً اور اس کے قتل کو بوجہ ایمان جائز سمجھ کر قتل کرے اور قتل مومن کی حلت کا معتقد ہو چنانچہ نسفی فرماتے ہیں۔ ای قاصدا قتله لایمانه وھو کفر او قتله مستحلا لقتله وھو کفر ایضا (مدارک ج ۱ ص۱۸۹) ف۷۲ چھٹا حکم سلطانی راستے میں اگر کوئی شخص کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں تو مال کے لالچ میں اسے قتل نہ کرو یعنی جب تم جہاد فی سبیل اللہ کیلئے باہر جاتے ہو اور راستہ میں کوئی شخص تم سے کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں تو اس کے دعوے کی تحقیق کر لو۔ بلا تحقیق یہ سمجھ کر کہ وہ جان کے خوف سے اسلام کا اظہار کر رہا ہے اسے محض اس کے مال کی خاطر قتل مت کرو۔ اس کے تھوڑے سے مال کی پروا نہ کرو اللہ کے یہاں تمہارے لئے بہت کچھ ہے اور پھر یہ بھی سوچو کہ تم بھی پہلے کافر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے تم کو اسلام لانے کی توفیق دی اس لئے اگر راستے میں کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے تو اس کی ضرور تحقیق کر لیا کرو۔ اس کے بعد لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ سے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تک جہاد کی ترغیب اور مجاہدین کے لئے اخروی بشارت ہے ف۷۳ ساتواں حکم سلطانی (اے مکہ میں محصور مسلمانو! تمہاری مدد کے لئے مجاہدین کو بھیج تو رہا ہوں لیکن تم خود بھی مکہ سے ہجرت کر جانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے) پہلے ان لوگوں کا حال بیان فرمایا جو جہاد میں شریک ہونے سے جی چراتے تھے اب یہاں ان لوگوں کا حال بیان کیا جو باوجود قدرت کے ہجرت نہیں کرتے تھے بیان لحال القاعدین عن الهجرة اثر بیان القاعدین عن الجهاد (روح ج ۵ ص۱۲۵)

۱۲ قتل خطا کی پہلی صورت کا حکم ۱۲

۱۲ قتل خطا کی دوسری صورت کا حکم ۱۲

۱۲ قتل خطا کی تیسری صورت یعنی ذمی یا کافر معاہد کے قتل کا حکم ۱۲

اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا
کہ قتل کرے مسلمان کو مگر غلطی سے ف۶۷ اور جو قتل کرے مسلمان کو غلطی سے ف۶۸
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ
تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی اور خونبہا پہنچائے اس کے گھر والوں کو مگر
اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ
یہ کہ وہ معاف کر دیں پھر اگر مقتول تھا ایسی قوم میں سے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں ف۶۹ اور خود
مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ
وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی ف۱ اور اگر وہ تھا ایسی قوم میں سے
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَ
کہ تم میں اور ان میں عہد ہے ف۲ ف۷۰ تو خونبہا پہنچائے اس کے گھر والوں کو اور
تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی پھر جس کو میسر نہ ہو تو روزے رکھے دو مہینے کے
مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۹۲
برابر ف۷۱ گناہ بخشوانے کو اللہ سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ف۳ و۱
وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا
اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہیگا
فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا
اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا
عَظِيْمًا ۝۹۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ
عذاب ف۴ و۲ اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی
اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ
راہ میں ف۷۲ تو تحقیق کر لیا کرو اور مت کہو اس شخص کو جو تم کو سلام علیک کرے

موضح قرآن ف۱ چوک کی صورتیں کئی ہیں یہاں وہ مذکور ہے کہ مسلمان کو کافروں میں امتیاز نہ کیا اور مار ڈالا ہر طرح خطا کی قتل میں دو چیزیں لازم ہیں ایک تو آزاد کرنا بردہ مسلمان اور مقدور نہ ہو تو روزے دو مہینے متصل یہ اپنی تقصیر کا تدارک ہے اللہ کی جناب میں دوسری خونبہا ادا کرنی اس کے وارثوں کو یہ ان کا حق ہے اگر وہ خیرات کر کر چھوڑ دیں تو مختار ہیں سو اگر اس کے وارث مسلمان ہیں یا کافر ہیں لیکن صلح رکھتے ہیں تو ادا کرنی واجب ہے اور اگر کافر ہیں اور دشمن ہیں تو واجب نہیں خونبہا مذہب حنفی میں مسلمان کی دو ہزار سات سو چالیس روپیہ ہیں تخمیناً اور دینے آتے ہیں قاتل کی برادری کو تین برس میں بہ تفریق ادا کریں ف۲ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مسلمان اگر قصد کر کر مسلمان کو مار ڈالے وہ دوزخی ہو چکا اس کی توبہ قبول نہیں باقی اور علماء نے کہا کہ سزا اس کی یہی ہے یہاں جو مذکور ہوئی آگے اللہ مالک ہے لیکن اگر قصاص میں مارا گیا تو سب کے قول میں پاک ہوا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مقتول مسلمان اگر از ساکنان دار الحرب باشد دیت لازم نیست ۱۲ ف۲ یعنی داد مومن باشد ۱۲ ف۳ مترجم گوید جمہور مفسرین تصویر وان کان من قوم بینکم وبینھم میثاق در مقتول کافر کردند بملاحظہ آنکہ توارث در میان مومن و کافر منقطع است سبیل دیت سبیل میراث است بندہ ضعیف میگوید تمہید مسئلہ بما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطأ و تقیید و ھو مومن در نظیر ما نحن فیہ ظاہر است در آنکہ اینجا قید ایمان معتبر است لزوم دیت بجہت وفا بعہد است نہ بر سبیل میراث و نظیرش وجوب مہر است در مسئلہ مومنہ از قوم معاہدین در سورۂ ممتحنہ واللہ اعلم ۱۲ ف۴ مترجم گوید مراد مستحل قتل است واللہ اعلم ۱۲۔

اوران لوگوں کو ظالم اس لئے فرمایا کہ انھوں نے ہجرت نہ کرنے کی وجہ سے اپنی جانوں پرظلم کیاہے یہ ان لوگوں کے لئے زجراور تخویف ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ معظمہ میں محصور تھے فرمایا تمہاری مدد اور نصرت کے لئے تواحکام سلطانیہ دے دیئے گئے ہیں اور مجاہدین تمہاری مدد کے لئے آرہے ہیں لیکن اے ایمان واسلام کے دعویدار و تم خود بھی تو کافروں کے چنگل سے نکل بھاگنے کی کوشش کرو اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ بوڑھے، بچے اور عورتیں جو وہاں سے ہجرت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ہر طرح سے مجبور ہیں۔ مذکورہ بالا وعید سے مستثنےٰ ہیں وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ یہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کی ترغیب ہے یعنی کیوں ہجرت نہیں کرتے ہو حالانکہ ہجرت کرنیوالوں کو بہت کچھ انعام بھی ملیگا۔ مُرٰغَمًا سے مراد مال غنیمت ہے یا ہجرت کرجانے کی جگہ جہاں وہ آزادی سے دین کا کام کرسکیں گے۔

لَسْتَ مُؤْمِنًا ج تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ز فَعِنْدَ

کہ تو مسلمان نہیں ہے تم چاہتے ہو اسباب دنیا کی زندگی کا سو

اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ط كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ

اللہ کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں تم بھی تو ایسے ہی تھے اس سے پہلے پھر اللہ نے تم پر

عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (۹۴)

فضل کیا ف۱ سو اب تحقیق کرلو بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ف۱

لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى

برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی

الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ

عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنیوالے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور

اَنْفُسِهِمْ ط فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

جان سے اللہ نے بڑھا دیا لڑنے والوں کا اپنے مال اور جان سے

عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَفَضَّلَ

بیٹھ رہنے والوں پر درجہ اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے بھلائی کا اور زیادہ کیا

اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا (۹۵) دَرَجٰتٍ مِّنْهُ

اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے اجر عظیم میں ف۲ جو کہ درجے ہیں اس کی طرف سے

وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۹۶) اِنَّ

اور بخشش ہے اور مہربانی ہے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف

الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ

وہ لوگ کہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا ف۵ کہتے ہیں ان سے

كُنْتُمْ ط قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ ط قَالُوْٓا اَلَمْ

فرشتے تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں ہم تھے بے بس ف۳ اس ملک میں۔ کہتے ہیں انسے فرشتے کیا

۱۳
ع ۵
۱۰

ربط: ترغیب الی القتال و بشارت برائے مجاہدین ۱۲

[illegible]

۷۴ آٹھواں حکم سلطانی (جہاد کے لئے جارہے ہو تو نماز میں قصر کرو اور عین میدان جنگ میں نماز کا وقت آجائے اور دشمن کے حملے کا ڈر ہو تو نماز اس طرح ادا کرو) ان آیتوں میں قصر صلوٰۃ کا حکم دیا گیا اور صلوٰۃ الخوف کا طریقہ بتایا گیا ہے جب عین میدان جنگ میں نماز کا وقت آجائیگا تو نماز کی فرضیت اس وقت بھی ساقط نہیں ہوگی اور نماز اس حالت خوف میں بھی معاف نہیں ہوگی۔ جمہور مفسرین کے نزدیک یہاں قصر صلوٰۃ سے چار کے بجائے دو رکعت پڑھنا مراد ہے لیکن شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ قصر سے اختصار قرأت مراد ہے اور ان خفتم کی قید احترازی نہیں بلکہ اتفاقی ہے اور قصر (دوگانے) کا حکم سفر جہاد سے مختص نہیں بلکہ ہر سفر میں قصر کا حکم ہے **۷۵** یہ صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ ہے اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن آپ کے بعد تا قیامت آپ کے جانشین بھی اس میں داخل ہیں۔ وھذہ الاٰیۃ خطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یتناول الامراء بعدہ الی یوم القیامۃ (قرطبی ج ۵ ص ۳۶۴) حاصل یہ ہے کہ جب عین میدان جنگ میں نماز کا وقت آجائے اور کافروں کی طرف سے اچانک حملہ کردینے کا خطرہ ہو تو امام مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کردے ایک جماعت تو ہتھیاروں سے لیس دشمن کے مقابلے میں کھڑی رہے اور دوسری امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوجائے جب ایک رکعت پڑھ چکیں تو پیچھے سے پہلی جماعت کی جگہ چلے جائیں اور پہلی جماعت آکر امام کے ساتھ شریک ہوجائے۔ جب امام دوسری رکعت پر سلام پھیرے تو یہ اٹھ کر اپنی رکعت سابقہ ادا کرکے سلام پھیر دیں اور دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور جو جماعت ایک رکعت پڑھ کر چلی گئی تھی وہ واپس اپنی جگہ میں آکر اپنی باقیماندہ رکعت ادا کرے یہ طریقہ دوگانے کی صورت میں ہے اور اگر چار رکعت والی نماز ہو تو امام دونوں جماعتوں کو دو دو رکعتیں پڑھائے۔ لَوْ تَغْفُلُوْنَ میں لو مصدریہ ہے۔

موضح قرآن ف۱ حضرت کے وقت میں مسلمانوں کی فوج پہنچی ایک بستی پر وہاں ایک مسلمان تھا اپنے مواشی کنارے کرکر کھڑا ہوا تھا مسلمانوں سے سلام علیک کی۔ لوگوں نے سمجھا کہ غرض کو مسلمانی جتاتا ہے اس کو مارا اور مواشی چھین لئے اس پر یہ آیت اتری یہ جو فرمایا کہ تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی غرض دنیا پر خون ناحق کرنے والے لیکن مسلمان ہوکر یہ کام نہ چاہیئے یا تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی کافروں کے شہر میں رہتے مخفے مستقل حکومت نہ رکھتے تھے ف بدن کے نقصان والے یعنی اپاہج جہاد کے حکم سے معاف ہیں باقی لوگوں میں لڑنے والوں کو بڑے درجے ہیں کہ بیٹھنے والوں کو نہیں اگرچہ بیٹھنے والے بھی جنتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں بعضے جہاد کرتے ہیں تو نہ کرنیوالے معاف ہیں اور سب موقوف کریں تو سب گنہگار رہیں

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در اول حال بجز کلمہ شہادت دلیل بر اسلام ایشان نبود در فتنہ رفتہ رفتہ اعمال خیر از ایشان بوجود آمدند ۱۲ ف۲ مترجم گوید فائدۂ قید غیر اولی الضرر آنست کہ در اولی الضرر این حکم مطرد نیست بلکہ جمعی باشند از اولی الضرر کہ نیت صحیحہ دارند و ثواب عمل کامل یابند واللہ اعلم ۱۲ ف۳ یعنی بترک ہجرت از دار الحرب بدار الاسلام و بتکثیر سواد کفار ۱۲ واللہ اعلم۔

ـــــ جب بطریق مذکور صلوٰۃ الخوف ادا کر چکو تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھو۔ ذکر اللہ سے اللہ کی پکار مراد ہے لہٰذا ذکر اللہ بھی نماز کی طرح فرض ہے جو شخص اللہ کو یاد نہ کرے گویا اس نے فرض کو ترک کیا۔ ع ذکر حق ہیچوں نماز فرض دان۔ وروی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ قال عقب تفسیرہا لم یعذر اللہ تعالیٰ احدا فی ترک ذکرہ الا المغلوب علی اوہر آخرہیں (روح ج ۵ صلا۱۳) ـــــ یہ ترغیب الی القتال ہے۔ القوم سے مراد مشرکین ہیں یعنی اگر کسی وقت مشرکین کا تعاقب کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو اس میں سستی اور کمزوری نہ دکھاؤ بیشک اس میں تمہیں تکلیف اٹھانی پڑے گی لیکن ساتھ ہی مشرکین کو بھی تکلیف ہوگی۔ تکلیف اٹھانے میں تو تم دونوں فریق برابر ہو مگر ان تکلیفوں کے بدلے اللہ کی رحمت و بخشش اور اخروی انعامات جن کے تم امیدوار ہو مشرکین کا ان میں کوئی حصہ نہیں۔ اسلئے مشرکین کی تکلیف تو محض تکلیف ہی ہے لیکن تمہاری تکلیف پر اخروی اجر اور جاودانی نعمتیں مرتب ہوں گی لہٰذا تمہیں اللہ کی راہ میں ہر تکلیف خوشی اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنی چاہیے ـــــ نواں حکم سلطانی (اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی احکام شرعیہ کی تعلیم فرما دی ہے۔ جب آپ سفر جہاد پر نکلیں تو فیصلے ظن و تخمین سے نہ کریں بلکہ قواعد شرعیہ کے مطابق کریں تا آپ دھوکہ نہ کھا سکیں جیسا کہ طعمہ کے قصہ میں آپ کو دھوکہ دیا گیا) یہاں سے لیکر وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (ع ۱۷) تک ایک واقعہ سے متعلق ہے واقعہ یہ ہے کہ طعمہ بن ابیرق نامی ایک منافق نے ایک صحابی حضرت رفاعہ بن زید کے مکان میں نقب لگا کر چوری کی۔ مال مسروقہ میں کچھ ہتھیار اور آٹے کا ایک تھیلا تھا۔ اتفاق سے تھیلے میں سوراخ تھا جس سے آٹا چور کے گھر تک راستہ میں گرتا گیا۔ جب چور کو اس بات کا احساس ہوا تو بدنامی سے بچنے کے لئے اس نے مال مسروقہ زید بن یاسین نامی ایک یہودی کے پاس بطور امانت رکھ دیا۔ صبح جب مالک مکان کو اس واردات کا علم ہوا تو انھوں نے اپنے بھتیجے حضرت قتادہ بن نعمان سے اس کا ذکر کیا انھوں نے تفتیش سے معلوم کر لیا کہ یہ حرکت بنو ابیرق کی ہے چنانچہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا کہہ سنایا جب بنو ابیرق کو اس کا علم ہوا تو وہ باقاعدہ سازش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زید بن یاسین پر چوری کا الزام لگایا اور قسمیں کھا کھا کر اور اپنے ایمان و اخلاص کا واسطہ دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلا دیا کہ طعمہ بن ابیرق جو اصل چور تھا اسکو چوری کے الزام سے بالکل بری اور بے گناہ ثابت کر دیا۔ چنانچہ آپ نے ان منافقوں کی قسموں اور شہادتوں کو صحیح سمجھ کر ـــــ

تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ
تھی زمین اللہ کی کشادہ جو چلے جاتے وطن چھوڑ کر وہاں سو ایسوں کا
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ
ٹھکانا ہے دوزخ اور وہ بہت بری جگہ پہنچے مگر جو ہیں بے بس
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو نہیں کر سکتے
حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ
کوئی تدبیر اور نہ جانتے ہیں کہیں کا راستہ سو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ
يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ
معاف کرے اور اللہ ہے معاف کرنیوالا بخشنے والا ف۱ اور جو کوئی
يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا
وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاوے گا اس کے مقابلے میں جگہ بہت
وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ
اور کشائش اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور
رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى
ع ۱۴ رسول کی طرف پھر آ پکڑے اس کو موت ف۲ تو مقرر ہو چکا ہے اس کا ثواب
اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ
۱۱ اللہ کے ہاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۳ اور جب تم سفر کرو
فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ
ملک میں تو تم پر گناہ نہیں ف۴ کہ کچھ کم کرو
الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ؕ
نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستاویں گے تم کو کافر

منزل ۱

ف۱ یعنی مغلوب مرد اور عورتیں مستثنیٰ ہیں ۱۲

ف۲ ترغیب الی الہجرۃ ۱۲

ف۳ آٹھواں حکم سلطانی جہاد کیلئے جاتے ہو تو صلوٰۃ خوف کا اتفاق نہیں ہوگا ہے کیونکہ نماز کی فرضیت کسی حیلے سے نہیں ٹل سکتی ۱۲

ف۴ قصر رکعات میں یعنی چار کی بجائے دو یا کیفیت میں یعنی قرأت وغیرہ مختصر کریں از شاہ ولی اللہ رح ۱۲

ف۵ ان خفتم کی قید اتفاقی ہے یعنی قصر کا حکم سفر جہاد سے مختص نہیں ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ حال فرمایا ان کا جو کافروں کے ملک میں دل سے مسلمان ہیں اور ظاہر نہیں ہو سکتے ان کے ظلم سے تو اگر اپنی کمائی آپ کرتے ہیں اور سفر کی تدبیر سے واقف ہیں تو ان کا عذر قبول نہیں اور ملک میں جا رہیں اور زمین اللہ کی کشادہ ہے اور اگر ناچار ہیں پرائے بس میں تو امید ہے کہ معاف ہوں ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ جس ملک میں مسلمان کھلا نہ رہ سکے وہاں سے ہجرت فرض ہے یعنی روزی کا ڈر نہ چاہیئے کہ بہت جلد روزی مل جاتی ہے کشائش سے اور یہ خطرہ نہ چاہیئے کہ شاید راہ ہی میں مارے جاویں کہ اس میں ثواب پورا ہے اور موت اپنے وقت سے پہلے نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در راہ قبل وصول بمقصد ۱۲

یہودی کو چور اور طعمہ کو بے گناہ تصور کرلیا اور پھر یہودی کو چوری کی سزا دینے کا بھی ارادہ فرمالیا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اجتہادی لغزش پر تنبیہ فرمائی گئی۔
ف۹۷ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی چرب زبانی اور طلاقت لسانی سے زید بن یاسمین کو چور سمجھ کر اس کا ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ فرمالیا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اصل حقیقت سے آگاہ فرمادیا تو آپ کو معلوم ہوگیا کہ اگر یہ سزا نافذ ہوجاتی تو نفس الامر کے خلاف اور واقع میں خطا ہوتی اس لئے اس میں اگرچہ آپ معذور تھے لیکن پھر بھی اس لغزش پر استغفار کا حکم فرمایا۔ فھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقطع ید زید الیھودی (معالم ج ۱ ص۴۹۲) فلما اطلعہ اللہ علی کذب قوم طعمۃ عرف انہ لو وقع ذلک الامر لکان خطأ فی نفس الامر فامرہ بالاستغفار منہ وان کان معذورا (خازن ج۱ ص۴۹۳)
اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَالَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ۔ یبیتون کی ضمیر الذین یختانون کی طرف راجع ہے اور مراد اس سے وہی منافقین ہیں یعنی رات کو وہ ایسی باتیں بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں مراد وہی جھوٹی شہادتیں دینے کا منصوبہ اور مشورہ ہے هٰاَنْتُمْ کا خطاب انہی مجادلہ کرنیوالے منافقوں سے ہے اور یہ ان کو زجر ہے
ف۹۸ سوء سے مراد چوری اور ظلم نفس سے مراد جھوٹی شہادت ہے یعنی جو شخص چوری اور جھوٹی گواہی جیسا گناہ کرکے بھی اس سے سچی توبہ کرلے اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کرکے اسے اپنی رحمت کا مورد بنالے گا وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْٓئَۃً اَوْ اِثْمًا یہ بھی قوم طعمہ کو زجر ہے کیونکہ انھوں نے ایک بے گناہ یہودی پر تہمت لگائی اور طعمہ کو بری کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھائیں اور جھوٹی گواہیاں دیں۔ خطیئۃ سے مراد چوری اور اثم سے مراد جھوٹی قسم ہے قیل ان الخطیئۃ ھی سرقۃ الدرع والاثم ھو یمینہ الکاذبۃ (خازن ج۱ ص۴۹۶ بحر ج ۳ ص۳۴۶) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ الخ لو کا جواب

اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا کُنْتَ
البتہ کافر تمہارے صریح دشمن ہیں ف۱ ف۱ اور جب تو
فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
ان میں موجود ہو ف۲ پھر نماز میں کھڑا کرے ف۱۰۵ تو چاہیے ایک جماعت ان کی کھڑی ہو
مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ قف فَاِذَا سَجَدُوْا
تیرے ساتھ اور ساتھ لے لیویں اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کریں
فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ص وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى
تو ہٹ جاویں تیرے پاس سے ف۳ اور آوے دوسری جماعت
لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ
جس نے نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھیں تیرے ساتھ اور ساتھ لیویں اپنا بچاؤ اور
اَسْلِحَتَهُمْ ج وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ
ہتھیار کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو
اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً
اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تا کہ تم پر حملہ کریں
وَّاحِدَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ
یکبارگی اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو تکلیف ہو
مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ج وَخُذُوْا
مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لے لو
حِذْرَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا
اپنا بچاؤ بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے عذاب ذلت کا ف۴ ف۱۰۶ پھر جب
قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّ
نماز پڑھ چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے ف۱۰۷ اور

منزل ۱

ف۱ صلوٰۃ خوف پڑھنے کا طریقہ ۱۲
ف۲ یعنی ایک ہی رکعت پڑھ کر چلے جائیں ۱۲
ف۳ یعنی دوسرا فریق پوری نماز پڑھ لے امام کی ایک رکعت کے علاوہ امامت والوں کو اجازت دیگی احناف کا یہی مسلک ہے ۱۲
ف۴ لو مصدریہ ۱۲
ف۵ یعنی ہر حال میں اللہ ہی کو پکارو ۱۲

موضح قرآن ف۱ سفر جو تین منزل کا ہو اس میں چار رکعت فرض میں سے دو ہی پڑھنی چاہئیں اور کافروں کے ستانے کا ڈر اس وقت تھا جب حکم آیا اس تقریب سے معافی ملی ہر وقت کو اور پوری نہ پڑھے کہ اللہ صاحب کی بخشش سے بے پرواہی ہوتی ہے اور سنت کا تقید سفر میں نہیں رہتا ف۲ یہ نماز خوف فرمائی کہ اگر وقت مقابلہ کا ہو تو فوج دو حصے ہوجائے ہر جماعت آدھی نماز میں امام کے ساتھ شریک ہو اور آدھی جدی پڑھے جبتک دوسری جماعت دشمن کے مقابل ہے اور اس وقت نماز میں آمد و رفت معاف ہے۔ اور ہتھیار اور زرہ یا سپر ساتھ رکھیں اور اسقدر بھی فرصت نہ ہو تو جماعت موقوف کریں تنہا پڑھ لیں پیادہ اور اشارت سے اگر یہ بھی فرصت نہ ہو تو قضا کریں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مشہور آنست کہ ایں آیت در صلوٰۃ مسافر نازل شدہ است وخوف قید اتفاقیست وآنچہ نزدیک ایں بندہ رجحان یافتہ است آنست کہ ایں آیت در صلوٰۃ خوف نازل شدہ است وسفر قید اتفاقیست ومراد از قصر قصر در کیفیت رکوع وسجود است کہ بایمائے ادا میتوان کرد نہ در کمیت رکعات واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی وقت خوف ۱۲ ف۳ یعنی مقابل عدو ۱۲ ف۴ مترجم گوید ایں را صور بسیار است یکی آنکہ امام دوبار نماز گذارد یکبار بایں جماعت ودیگر بار بآں جماعت۔ دیگر آنکہ امام بایک جماعت یک رکعت گذارد قیام توقف کند تا آنکہ رکعت دیگر خواندہ مقابل عدو روند وآں جماعہ دیگر آمدہ اقتدا کنند امام رکعت باجماعہ خواند در قعدہ چنداں توقف کند کہ از رکعت دوم فارغ شوند آنکہ بایشاں سلام دہد وایں ہر دو باصورت ہا ودیگر ہمہ صحیح نزد ما محتمل ایں است واللہ اعلم ۱۲

محذوف ہے یعنی لاضلوك اور لھمت سے استیناف ہے جو ماقبل کے لئے بمنزلۂ علت ہے اور ان کافروں کے برے مقصد اور ارادے کو ظاہر کرنے کیلئے لایا گیا ہے یعنی اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو وہ آپ کو صحیح فیصلے سے بھٹکا دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے حقیقت حال سے مطلع کر کے آپ کو ان کے دھوکے سے بچا لیا وہ تو اپنی طرف سے آپ کو غلط راہ پر ڈالنے کا تہیہ کر چکے تھے وجوز ابوالبقاء ان یکون الجواب محذ وفا والتقدیر ولولا فضل اللہ علیك ورحمتہ لاضلوك ثم استأنف بقولہ سبحانہ (لھمت) ای لقد ھمت بذالك (روح ج ۵ ص۱۴۳)

۸۱ چوری کی یہ مذکورہ واردات جس کی حقیقت سے آپ آگاہ نہیں تھے جس کے اصل چور کا آپ کو علم نہیں تھا اور جس میں چور کے رشتہ داروں نے چور کو بیگناہ ثابت کرنے کے لئے جوڑ توڑ کو بیٹھ کر منصوبہ بنایا اسے بھی آپ نہیں جانتے تھے لیکن اس واقعہ کی پوری حقیقت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع کر دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا احسان اور اس کا عظیم فضل ہے کیونکہ اگر آپ اصل حقیقت سے آگاہ نہ ہوتے تو آپ ایک بے گناہ کو چوری کی سزا دیدیتے اور اصل چور کو بری کر دیتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ لوگوں کے دلوں میں آپ کی نبوت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے۔

آیت کی مزید تحقیق۔ اس آیت سے بریلوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی علم غیب پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ ما استعمال ہوا ہے جو عموم کے لئے ہوتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ تمام وہ چیزیں جو آپ کو معلوم نہ تھیں وہ ساری کی ساری اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیں تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کلی علم غیب عطا کر دیا تھا مگر اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کلی علم غیب پر استدلال سراسر باطل ہے **اولاً** اس لئے کہ یہ استدلال اس بات پر مبنی ہے کہ ما اس آیت میں عموم اور استغراق حقیقی کے لئے ہے حالانکہ ما ہر جگہ عموم اور استغراق کے لئے نہیں آتا بلکہ اس میں خصوص کا بھی احتمال ہوتا ہے امام ابوالبرکات نسفی حنفی فرماتے ہیں ومن وما یحتملان العموم والخصوص واصلھما العموم (رسالہ منار مع شرح نور الانوار ص۸۴) یعنی اگرچہ اصل دونوں میں عموم ہے لیکن دونوں میں خصوص کا احتمال بھی ہوتا ہے اس کی شرح میں ملا جیون فرماتے ہیں یعنی انھما فی اصل الوضع للعموم ویستعملان فی الخصوص بعارض القرائن اور ایسی مثالیں خود قرآن میں بکثرت موجود ہیں جن میں کلمہ ما عموم کے لئے نہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے وَیُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ (بقرہ ع ۱۸) اور وہ (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اس آیت میں خطاب براہ راست صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے اور ان کی وساطت سے ساری امت تا قیامت اس آیت کی مخاطب ہے اگر یہاں کلمہ ما کو عموم اور استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے جیسا کہ بریلوی حضرات کا خیال ہے تو اس سے لازم آئے گا کہ تمام صحابہ کرام بلکہ امت محمدیہ کا ہر فرد تا قیامت غیب دان ہو اور اسے ماکان ومایکون کا کلی علم غیب حاصل ہو۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں اسی طرح ایک جگہ فرمایا وَعُلِّمۡتُمۡ مَّا لَمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَلَاۤ اٰبَآؤُکُمۡ (انعام ع ۱۱) اور سکھایا گیا تم کو وہ کچھ جو تم نہ جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔ اس آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ اس میں خطاب یہود کو ہے جیسا کہ اکثر مفسرین نے لکھا ہے اور اگر خطاب مسلمانوں سے ہو تو بھی اگر ما کو یہاں استغراق حقیقی کے لئے لیا جائے تو اس سے ان تمام یہودیوں کو یا تمام مسلمانوں کو غیب دان ماننا پڑے گا جو اس آیت کے مخاطب ہیں ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ ما ہر جگہ عموم کیلئے نہیں ہوتا۔ **ثانیاً** مفسرین کرام نے بھی اس آیت میں ما کو خصوص پر محمول کیا ہے اور اس سے مخصوص امور ہی مراد لئے ہیں اور استغراق حقیقی پر اسے کسی نے بھی محمول نہیں کیا حضرت عبداللہ بن عباس اور مقاتل کہتے ہیں ما سے مراد شریعت ہے قال ابن عباس ومقاتل ھو الشرع

عَلٰی جُنُوۡبِکُمۡ ۚ فَاِذَا اطۡمَاۡنَنۡتُمۡ فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ۚ اِنَّ
لیٹے پھر جب خوف جاتا رہے تو درست کرو نماز کو ف۱ بیشک
الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا ﴿۱۰۳﴾ وَ لَا
نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے مقرر وقتوں میں ف۱ اور
تَہِنُوۡا فِی ابۡتِغَآءِ الۡقَوۡمِ ؕ اِنۡ تَکُوۡنُوۡا تَاۡلَمُوۡنَ فَاِنَّہُمۡ
ہمت نہ ہارو ان کا پیچھا کرنے سے ف۱ اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو وہ بھی
یَاۡلَمُوۡنَ کَمَا تَاۡلَمُوۡنَ ۚ وَ تَرۡجُوۡنَ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا
بے آرام ہوتے ہیں جس طرح تم ہوتے ہو اور تم کو اللہ سے امید ہے جو ان کو
15 ع
12
یَرۡجُوۡنَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ﴿۱۰۴﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ
نہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ بے شک ہم نے اتاری
اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ
تیری طرف کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو کچھ ف۲
اَرٰىکَ اللّٰہُ ؕ وَ لَا تَکُنۡ لِّلۡخَآئِنِیۡنَ خَصِیۡمًا ﴿۱۰۵﴾ ۙ وَّ اسۡتَغۡفِرِ
سمجھاوے تجھ کو اللہ ف۲ اور تو مت ہو دغا بازوں کی طرف سے جھگڑنے والا اور بخشش مانگ
اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۰۶﴾ ۚ وَ لَا تُجَادِلۡ عَنِ
اللہ سے ف۴ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور مت جھگڑ ان کی
الَّذِیۡنَ یَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ
طرف سے جو اپنے جی میں دغا رکھتے ہیں اللہ کو پسند نہیں جو کوئی
کَانَ خَوَّانًا اَثِیۡمًا ﴿۱۰۷﴾ ۚ ۙ یَّسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا
ہو دغا باز گنہگار شرماتے ہیں لوگوں سے اور نہیں
یَسۡتَخۡفُوۡنَ مِنَ اللّٰہِ وَ ہُوَ مَعَہُمۡ اِذۡ یُبَیِّتُوۡنَ مَا لَا یَرۡضٰی
شرماتے اللہ سے اور وہ ان کے ساتھ ہے جب کہ مشورہ کرتے ہیں رات کو اس بات کا جس سے

ف۱ ترغیب الی القتال یعنی مشرکین کے تعاقب کرنے میں سستی نہ کرنا ۱۲۔

ف۲ نزول حکم سلطانی یعنی جب آپ سفر جہاد میں جائیں تو دو شریعت کے مطابق فیصلے کرنا نہ کہ خود تخمین سے تاکہ کہیں دھوکہ نہ کھا سکیں جیسا طعمہ کے قصہ میں آپ کو دھوکہ دیا گیا اللہ نے آپکو قواعد شرعیہ بتا دیئے ہیں یہ اسکا بہت بڑا انعام ہے ۱۲۔

ف۳ کیونکہ آپ نے اپنے فیصلے کا ارادہ کر لیا تھا جو واقع کیخلاف تھا ۱۲۔

ف۴ منافقین مراد ہیں جنہوں نے آپکو جھوٹی شہادت دینے کا منصوبہ بنایا تھا ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی خوف کے وقت اگر نماز میں کوتاہی ہو تو نماز کے بعد اور طرح اللہ کو یاد کرو ایک نماز میں یہ قید ہے کہ وقت ہی پر چاہیئے اور یاد اللہ کی ہر حال میں درست ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بطریق نماز امن ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید مردم ضعیف الاسلام اگر کسی از ایشاں مرتکب گناہی شدے در رو عدا زوی حیلہ ہا انگیختندی و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہی اظہار میکردند کہ برات او بخاطر مبارک رسیدی و بانجیکہ بجز خلوت کردہ راز ہا بخلاف مرضی شریف درمیان آوردندی خدا تعالیٰ آیت فرستاد واللہ اعلم ۱۲۔

ابحر ج ۳ صفحہ ۳۴۷) مفسر قرطبی، امام بغوی، امام نسفی اور علامہ خازن فرماتے ہیں ما سے امور دین اور احکام شریعت مراد ہیں وعلمک مالم تکن تعلم یعنی من الشرائع والاحکام (قرطبی ج ۵ صفحہ ۳۸۲)
یعنی من احکام الشرع وامور الدین (معالم وخازن واللفظ لہ ج ۱ صفحہ ۴۹۷) من امور الدین والشرائع (مدارک ج ۱ صفحہ ۱۹۵) امام ماوردی کہتے ہیں ما سے کتاب و حکمت مراد ہے وذکر
الماوردی ای الکتاب والحکمۃ (بحر ج ۳ صفحہ ۳۴۷) ان حوالوں سے بخوبی واضح ہوگیا کہ ما یہاں عموم کے لئے نہیں ہے بلکہ اس سے مراد امور دین اور احکام شریعت ہیں۔ اگر کہا جائے کہ بعض مفسرین نے
لکھا ہے کہ ما سے مراد علم غیب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن مفسرین نے علم غیب یا اخبار اولین و آخرین لکھا ہے انھوں نے صحیح اور مختار قول امور دین اور احکام شریعت ہی کو قرار دیا ہے اور دوسرے
قول یعنی علم غیب کو کلمۂ تمریض قیل سے ذکر کر کے اس کے ضعیف اور غیر معتبر ہونے کی طرف اشارہ کر دیا نیز اس ضعیف قول میں بھی کلی علم غیب کا کوئی ذکر نہیں بلکہ اس سے بھی بعض غیب ہی مراد ہے

مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿١٠٨﴾ هٰٓاَنْتُمْ
الله راضی نہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے قابو میں ہے ف سنتے ہو
هٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْھُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ
تم لوگ جھگڑا کرتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پھر کون
يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْھُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ
جھگڑا کریگا ان کے بدلے اللہ سے قیامت کے دن یا کون ہوگا ان کا
وَكِيْلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ
کار ساز اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا برا کرے ف۲ پھر
يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١١٠﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ
اللہ سے بخشواوے تو پاوے اللہ کو بخشنے والا مہربان ف۳ اور جو کوئی کرے
اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا
گناہ سو کرتا ہے اپنے ہی حق میں اور اللہ سب کچھ جاننے والا
حَكِــيْمًا ﴿١١١﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ
حکمت والا ہے ف۴ اور جو کوئی کرے خطا یا گناہ پھر تہمت لگاوے
بَرِيْۗــــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿١١٢﴾ وَلَوْلَا
کسی بے گناہ پر تو اس نے اپنے سر دھرا طوفان اور گناہ صریح اور اگر نہ ہوتا
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْھُمْ اَنْ
تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تو قصد کر ہی چکی تھی ان میں ایک جماعت کہ
يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ
تجھ کو بہکا دیں اور بہکا نہیں سکتے مگر اپنے آپ کو اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے
مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ
اور اللہ نے اتاری تجھ پر کتاب اور حکمت اور

منزل ۱

ع ۱۶ / ۱۳

ف۱ اے مجادلہ کرنیوالو۔
ف۲ سوءا چوری۔ یظلم نفسہ۔ جھوٹی شہادت ۱۲۔
ف۳ من یکسب اثما چوری ۱۲۔
ف۴ من یکسب خطیئۃ۔ چوری اثما۔ جھوٹی قسم یا بالعکس ۱۲۔
ف۵ لاضلوک جواب محذوف ہے اور لھمت علت قائم مقام جواب ہے ۱۲

ثالثاً ما کو یہاں عموم و استغراق پر محمول کرنا آیت کے سیاق و سباق کے بالکل منافی ہے کیونکہ اس سے پہلے اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ الخ سے حکم سلطانی بیان فرمایا کہ اللہ کے نازل کردہ احکام اور اس کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق فیصلے کیا کرو اس کے بعد جھوٹی تہمت لگانیوالوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کو زجریں کیں اور پھر فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ لہذا ما سے یہاں وہی کچھ مراد ہے جو حضرات مفسرین نے بیان کیا ہے یعنی احکام شریعت لہذا علم غیب کلی مراد لینا سراسر غلط اور باطل ہے نیز اس آیت سے تھوڑا سا پہلے فرمایا وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ الخ یعنی اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان منافقوں کی ایک جماعت آپ کو صحیح فیصلے سے بھٹکا دیتی۔ اگر آپ کو کلی علم غیب تھا تو پھر کس طرح ممکن تھا کہ منافق آپ کو بھٹکا دیتے اسی طرح وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا سے آپ کو جو تنبیہ کی گئی یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو کلی علم غیب نہیں تھا ورنہ آپ ان جھوٹے منافقین کی کیوں طرفداری کرتے۔ رابعاً سورۂ نساء جس میں یہ آیت ہے اس کے بعد تقریباً ۲۴ سورتیں اور نازل ہوئیں اگر اس آیت سے آپ کو کلی علم غیب حاصل ہو چکا تھا تو پھر ان چوبیس سورتوں کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی نیز سورۂ نساء سے بعد میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے سورۂ نور، منافقون، تحریم اور توبہ وغیرہ ہیں۔ سورۂ نور میں افک عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ مذکور ہے جس کی وجہ سے حضور علیہ السلام عرصہ تک پریشان رہے سورۂ منافقون میں عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقین کی سازش کا ذکر ہے جس کا آپ کو پتہ نہ چل سکا سورۂ تحریم میں آپ کے شہد نہ کھانے کی قسم کا ذکر ہے جسے توڑنے کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا اور سورۂ توبہ میں مسجد ضرار کے سلسلے میں آپکو اس مسجد میں جانے سے روک دیا حالانکہ آپ اس مسجد کے بانیوں کو مومن مخلص سمجھ کر اس میں جا کر نماز ادا کرنے کا وعدہ فرما چکے تھے۔ یہ آیتیں تفصیل کے ساتھ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ (آل عمران ع ۱۸) کی تفسیر میں مذکور ہو چکی ہیں یہ تمام آیتیں حضور علیہ السلام کی ذات گرامی سے علم غیب کی نفی کرتی ہیں اس لئے اگر زیر بحث آیت سے حضور علیہ السلام کیلئے کلی علم غیب ثابت کیا جائے تو اس سے بعد میں نازل ہونیوالی ان آیتوں کی تکذیب لازم

موضح قرآن ف۱ یہ اول و آخر کی آیتیں میں مذکور ہے ایک قصے کا حضرت کے وقت ایک انصاری کی ندہ آٹے میں دھری گم ہوگئی صبح کو تلاش کی تو آٹے کا خط دیکھا ایک شخص کے گھر تک اس کا نام طعمہ بن ابیرق وہاں جھاڑا لیا تو نہ پائی وہ آگے دیکھا ایک یہودی کے گھر تک زید نام وہاں پائی اس یہودی نے کہا کہ مجھ کو سپرد کی طعمہ نے۔ طعمہ نے کہا میں بری ہوں چور وہی ہے طعمہ کی قوم نے رات کو مشورت کی کہ ہم حضرت کے پاس مل کر گواہی دیں گے کہ طعمہ بری ہے تو حضرت ہماری حمایت کریں گے اور یہودی چور ٹھہرے گا صبح کو یہی کیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں حضرت کو خبردار کر دیا۔ فی الحقیقت چور وہی تھا طعمہ ف۲ گناہ فرمایا کبیرہ کو اور اپنا برا فرمایا صغیرہ کو یہاں لوگوں کو حکم ہے کہ توبہ کریں تو قبول ہے ف۳ یعنی قوم اپنے دل میں آپ شرمندہ رہیں کہ ہم کو عیب لگا اور آگے عیب لگنے کے خطرے سے اپنے کی حمایت نہ کریں جب تک تحقیق نہ ہو کیونکہ اللہ تو خبردار ہے اور اس کا حکم بھی یہی ہے کہ ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں۔

آیگی جو آپ سے کلی علم غیب کی نفی کرتی ہیں تفصیل بالا سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کلی علم غیب ثابت نہیں ہو سکتا۔

ایک من گھڑت قاعدہ بعض مبتدع مولوی کہتے ہیں کہ ما عموم کیلئے ہے اور عَلَّمَ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور مفعول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اللہ تعالیٰ مفیض عام ہے اور حضور علیہ السلام میں استعداد تام تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کلی غیب معلوم تھا **اسکا جواب** سورہ علق میں عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ میں الانسان سے بعض مفسرین کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور بعض بدعتی مولوی بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں تو یہاں بھی فاعل اللہ ہے اور مفعول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سورہ علق کی یہ آیتیں بھی بالاتفاق سارے قرآن سے پہلے نازل ہوئی تھیں تو اگر ما کو عموم اور استغراق حقیقی کے لئے لیا جائے اور عَلَّمَ ماضی کا صیغہ ہے جو گذشتہ زمانہ میں وقوع فعل پر دلالت کرتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے پہلے یا اس کے نزول کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم غیبیہ سکھا دیئے تھے تو (معاذ اللہ) پھر سارے قرآن کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ یہ تحصیل حاصل ہے نیز یہ قانون بھی کسی کتاب میں نہیں لکھا ہوا کہ فاعل اللہ تعالیٰ ہو اور مفعول حضور علیہ السلام کی ذات ہو تو وہاں ہمیشہ عموم ہی مراد لیا جاتا ہے بلکہ شرک پھیلانے کے لئے ان مولویوں نے یہ قاعدہ اپنی طرف سے وضع کیا ہے۔ **غلط استدلال** بعض مخالفین عموم علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض حدیثوں سے بھی استدلال کرتے ہیں مثلاً صحیح مسلم میں ہے اخبرنا بما کان وما یکون تو اس کا جواب یہ ہے کہ علوم غیبیہ کلیہ یعنی کل ما کان وما یکون مثلاً کل فوجداری اور دیوانی احکام ہندی، بنگالی، جرمنی وغیرہ کا بیان کرنا تھوڑے سے وقت میں ناممکن ہے بلکہ یہاں ما سے مراد غیبی امور عظام ہیں یعنی بعض نہایت اہم امور جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے میری پشت پر ہاتھ رکھا فتجلی لی کل شیٔ تو میرے لئے سب کچھ روشن ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سات صحابہ نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں فعلمت الذی سالنی عنہ کما ھو مصرح فی الدر المنثور اور لفظ تجلی لی کل شیٔ کے بارے میں خازن نے بیہقی سے نقل کیا ہے کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں لہٰذا ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل علم غیب پر استدلال کرنا غلط اور باطل ہے **ف۸۲** یہ نویں حکم سلطانی سے متعلق ہے۔ منافقوں نے رات کو منصوبہ بنایا تھا کہ وہ زید بن یامین یہودی پر چوری کا الزام لگا دیں اور جھوٹی قسمیں کھا کر طعمہ کو چوری کے الزام سے بری کرنے کی کوشش کریں تو فرمایا دوسرے کو نقصان پہنچانے اور جھوٹی گواہی دینے کے لئے مشورے نہیں کرنے چاہئیں اراد ما تفاوض بہ قوم بنی ابیرق من التدبیر (قرطبی ج ۵ ص ۳۸۳) بلکہ مشورے تو دوسروں کو فائدہ پہنچانے، ان پر احسان کرنے اور باہمی اصلاح کی بابت ہونے چاہئیں۔ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ الخ یہ ان لوگوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو محض اللہ کی رضا کے لئے مشورے کریں وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الخ یہ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مخالفت پر کمربستہ ہوں اور ان کے خلاف منصوبے بنائیں اور مشورے کریں یہاں تک نو احکام سلطانیہ ختم ہوئے **ف۸۳** یہ

ت ۱ یعنی اس معاملہ کی پوری حقیقت آپ نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپکو اس کی اطلاع دی ۱۲۔ ت ۲ یہ نویں حکم سلطانی سے متعلق ہے یعنی جھوٹی شہادتوں کے لئے مشورہ کرنا بری بات ہے نیکی کے لئے مشورے کرنے چاہئیں ۱۲۔ ت ۳ بشارت ۱۲ ت ۴ مسلمانوں کے خلاف منصوبے بنانیوالوں کے لئے تخویف اخروی ۱۲ ت ۵ احکام سلطانیہ کے بعد اصل مسئلہ توحید کا پہلے کی نسبت تفصیلی بیان ۱۲ ت ۶ یعنی شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں مراد ہیں ۱۲۔ ت ۷ نفی شرک اعتقادی اناث سے فرشتے مراد ہیں ۱۲ ت ۸ مشرک دراصل فرشتوں کو نہیں پکارتے شیطان اپنا دی فرشتوں والا نام رکھ لیتا ہے ۱۲

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر
عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ
بہت بڑا ہے ف۱ کچھ اچھے نہیں ان کے اکثر مشورے مگر جو کوئی کہ کہے
بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ۚ
صدقہ کرنے کو ف۲ یا نیک کام کو یا صلح کرانے کو لوگوں میں
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ
اور جو کوئی یہ کام کرے اللہ کی خوشی کے لئے تو
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١١٤﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ
ہم اس کو دیں گے بڑا ثواب ف۳ اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ
جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿١١٥﴾
تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی ف۴ اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا ف۵
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ
بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے کسی کو اور بخشتا ہے اس کے سوا
لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا
جس کو چاہے ف۶ اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا وہ بہک کر دور
بَعِيْدًا ﴿١١٦﴾ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ
جا پڑا ف۷ اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو
وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿١١٧﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ
اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو ف۸ جس پر لعنت کی اللہ نے

(النجویٰ) ع ۱۷/۳ (وقف لازم)

موضح قرآن ف۱ منافق لوگ حضرت سے کان میں باتیں کرتے تاکہ لوگوں میں اپنا اعتبار بڑھا لیں اور مجلس میں بیٹھ کر آپس میں کان میں باتیں کرتے کسی کا عیب کسی کا گلہ اس کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ ان کی مشورت اکثر بے خیر ہے صاف بات کو حاجت نہیں چھپانے کی مگر کچھ اسمیں غالی ہے اور چھپائے تو خیرات کو تا لینے والا شرمندہ نہ ہو یا مسئلہ دین کی غلطی بتانے کو تا نادان خجل نہ ہو یا لڑنے والوں میں صلح کرانے کو غصے والا جو بیں صلح نہیں مانتا اول آپس میں ٹھہرا لے پھر اس کو سنا دے ف۲ رسول نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ میں پس جس بات پر امت کا اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہے اور منکر ہو سو دوزخی ہے ف۳ اوپر سے ذکر تھا منافقوں کا جو پیغمبر کے حکم پر راضی نہ ہوئے اور جدی راہ چلے پھر یہ آیت فرمائی کہ اللہ شرک نہیں بخشتا تو شرک فرمایا حکم میں شریک کرنے کو یعنی سوائے دین اسلام کے اور دین کا حکم پسند رکھے اور اس پر چلے پس جو دین ہے سوا اسلام کے سب شرک ہے اگرچہ پوجنے میں شرک نہ کرتے ہوں

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی قسوت دل بیفزایم واللہ اعلم ف۲ مترجم گوید از ینجا تغلیظ تحریم شرک میفرماید ۱۲۔

مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ احکام سلطانیہ کے بعد اصلی مقصد یعنی توحید کا پہلے کی نسبت قدرے تفصیل سے بیان ہے وہاں کہا شرک نہ کرو یہاں بیان کیا کہ شرک بری بلا ہے اسے خدا کبھی نہ بخشے گا۔
اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّآ اِنٰثًا سے شرک اعتقادی کی نفی کی گئی ہے۔ اِنٰثًا سے مراد فرشتے ہیں کیونکہ مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیوں کے بمنزلہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے وہ خدا کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ ان بعضھم
کان یعبد الملئکۃ وکانوا یقولون الملائکۃ بنات اللّٰہ (کبیر ج ۳ ص۲۶۴) وقیل الا اناثا ملئکۃ لقولھم الملائکۃ بنات اللّٰہ وھی شفعاءنا عند اللّٰہ (قرطبی ج ۵ ص۳۸۷) ۵۴ یعنی بظاہر
تو فرشتوں اور بزرگوں کی مورتیوں کو پکارتے اور ان پر نذریں نیازیں چڑھاتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ سب کچھ وہ شیطان کیلئے کر رہے ہیں جو ان مورتیوں سے بولتا ہے کان یدخل فی اجواف الاصنام
فیتکلم داعیھا (بحر ج ۳ ص۳۵۲) یہاں تک شرک اعتقادی کی نفی تھی وقال لا تخذن من عبادك نصیبا مفروضا یہاں سے شرک فعلی کی نفی کی گئی ہے نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا مقررہ حصہ یعنی میں تیرے

وَّقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾
اور کہا شیطان نے کہ میں البتہ لوں گا تیرے بندوں سے حصہ مقررہ ف۱
وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ
اور ان کو بہکاؤں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا اور ان کو سکھلاؤں گا کہ چیریں
اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ
جانوروں کے کان اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی
اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اللہ کی ف۲ اور جو کوئی بناوے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر
فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۹﴾ یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ ؕ
تو وہ پڑا صریح نقصان میں ف۲ ان کو وعدہ دیتا ہے اور ان کو امیدیں دلاتا ہے
وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ
اور جو کچھ وعدہ دیتا ہے ان کو شیطان سو سب فریب ہے ایسوں کا
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا یَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِیْصًا ﴿۱۲۱﴾
ٹھکانا ہے دوزخ ۸۵ اور نہ پاویں گے وہاں سے کہیں بھاگنے کو جگہ
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ
اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے ان کو ہم داخل کرینگے
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
باغوں میں کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں
فِیْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ
ان میں ہی ہمیشہ وعدہ ہے اللہ کا سچا اور اللہ سے سچا
اللّٰهِ قِیْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَهْلِ
کون نہ تمہاری امیدوں پر مدار ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر

منزل ۱

ف۱ یعنی غیر اللہ کی نیازیں ۱۲۔
ف۲ یعنی معبودوں کے نام پر اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کریں گے بحیرہ اور سائبہ وغیرہ بنائیں گے۔ یہ تحریمات عباد کا بیان ہے ۱۲۔
ف۳ خلق اللہ سے دین اللہ مراد ہے ۱۲۔
ف۴ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ۱۲
ف۵ بشارت اخروی برائے مومنین ۱۲
ف۶ زجر یعنی اللہ کے بیان کردہ احکام کی تعمیل کرو اپنے پیروں اور مولویوں کے خود تراشیدہ احکام اور ان کی خواہشات کے پیچھے نہ لگو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اعتقاد میں پختہ ہو جاؤ ۱۲۔

بندوں کو ایسا گمراہ کروں گا کہ وہ شرک کرنے لگیں گے اور اپنے مالوں سے مقررہ حصے غیر اللہ کی نیازوں کے نکالیں گے (شاہ عبد القادر) فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ الخ یعنی وہ غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے جانور چھوڑیں گے اور بحیرے سائبے وغیرہ بنائیں گے اور بطور علامت ان کے کانوں میں شگاف کر دیں گے ای احملھم علی قطع اذان البحیرۃ والسائبۃ ونحوہ (قرطبی ج ۵ ص۳۸۹) فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں خلق اللہ سے مراد اللہ کا دین ہے اور تغییر سے حلال کو حرام کرنا اور حرام کو حلال کرنا مراد ہے قال ابن عباس یعنی دین اللہ وتغییر دین اللہ ھو تحلیل الحرام وتحریم الحلال (خازن ج ۱ ص۴۹۹) یہاں تک شرک فعلی کی نفی تھی ۸۵ یہ مشرکین اور شیطان کی اطاعت کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے اور وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے توحید کو ماننے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ یہ مومنین اور اہل کتاب کو زجر ہے کہ تمہاری اور اہل کتاب کی خواہشات اور آرزوؤں پر نجات نہیں بلکہ نجات کا مدار تو اعمال اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل پر ہے اس لئے باہمی تفاخر سے کوئی فائدہ نہیں مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا تخویف اخروی اور وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ سے بشارت اخروی ہے ۸۶ یہ دین اسلام کی پیروی اور ملت ابراہیمی کے اتباع کی ترغیب ہے اپنی خواہشات اور اپنی خود ساختہ نجات کی باتوں کو چھوڑو اور ہر قسم کے باطل اور شرک سے دور رہنے والے ابراہیم کی ملت کا اتباع کرو جسے اللہ تعالیٰ نے تمام خلق

موضح قرآن ف۱ یعنی تیرے بندے اپنے مال میں میرا حصہ ٹھہرا رکھیں گے جیسے دستور ہے بتوں کی نیاز نکالتے ہیں ف۲ جانوروں کے کانوں کو چیر دینا یہ کافروں کا دستور تھا کہ بکری کا ایک بچہ بت کے نام کا کر دیتے تو اس کے کان میں نشان ڈال دیتے اور صورت بدلنا یہ کہ لڑکے کے سر میں چوٹی رکھتے بت کے نام کی مسلمان کو ان کاموں سے بچنا ضرور ہے اپنے بزرگوں سے یہ معاملہ نہ کرے کافر بھی جن سے کرتے تھے بزرگ ہی جان کر کرتے تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی مانند خصی کردن و سوزن زدن بر بدن تا سرخ یا کبود گرداند واللہ اعلم ۱۲۔

الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ
جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پائے گا اور نہ پاوے گا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ
اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار ف۱ اور جو کوئی کام کرے
مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
اچھے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان رکھتا ہو
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾
سو وہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور ان کا حق ضائع نہ ہوگا تل بھر
وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ
اور اس سے بہتر کس کا دین ہوگا جس نے پیشانی رکھی اللہ کے حکم پر ف۸۶ اور
مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ
نیک کاموں میں لگا ہوا ہے اور چلا دین ابراہیم پر جو ایک ہی طرف کا تھا اور اللہ نے
اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا
بنا لیا ابراہیم کو خالص دوست اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ
فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع وَ
زمینوں میں اور سب چیزیں اللہ کے قابو میں ہیں اور
يَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ
تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی ف۵۸۹ کہہ دے اللہ تم کو اجازت دیتا ہے ان کی
وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِىْ
اور وہ جو تم کو سنایا جاتا ہے قرآن میں ف۲ سو حکم ہے ان یتیم عورتوں کا جن کو
لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ
تم نہیں دیتے جو ان کے لئے مقرر کیا ہے اور چاہتے ہو کہ ان کو نکاح میں لے آؤ ف۳

ع ۱۸ / ۱۱ / ۱۵

منزل ۱

عطا فرمایا تھا وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ الخ یہ تخویف اخروی ہے زمین و آسمان میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس لئے وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزا دے گا یہاں تک دونوں حصے مع متعلقات ختم ہوئے اس کے بعد دونوں حصوں کے بعض مسائل یعنی احکام رعیت میں سے دوسرے اور چودھویں اور احکام سلطانیہ میں سے نویں حکم پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے **ف۸۷**

تنویر اوّل یہ احکام رعیت میں سے دوسرے حکم پر تنویر ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى الخ (ع ۱) سے شبہ ہو سکتا تھا کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں یہاں اس شبہ کا ازالہ کر دیا گیا یعنی یہاں اس حکم کا منشا یہ نہیں کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان سے انصاف کا برتاؤ کرو اور ان کے حقوق ادا کرو اور اگر عدل نہ کر سکو تو پھر کسی دوسری عورت سے نکاح کر لو وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ کا عطف لفظ اللّٰهُ پر ہے اور اس سے مراد وہی آیت ہے جو رکوع ۱ میں گذر چکی ہے یعنی وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى الخ اور الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مجرور ہے اور فِيْهِنَّ میں ضمیر پر معطوف ہے اور وَاَنْ تَقُوْمُوْا میں واو تفسیریہ ہے اور اَنْ تَقُوْمُوْا یُفْتِیْکُمْ کی تفسیر ہے یا یہ محل نصب میں یامر کہ محذوف کا مفعول ہے اور واو تفسیریہ ہے اصل میں تھا ویامرکم ان تقوموا الخ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں یتیم لڑکیوں اور کمزوروں کے متعلق یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ ہر طرح انصاف کا برتاؤ کرو (من المدارک ج ۱ ص۱۹۷ والروح ج ۵ ص۱۶۱)

موضح قرآن ف۱ کتاب والوں کو خیال تھا کہ ہم خاص بندے ہیں بن نبیوں پر خلق بگڑی جاوے گی ہم نہ پکڑے جاویں گے۔ ہمارے پیغمبر حمایت کریں گے اور نادان مسلمان بھی اپنے حق میں یہی خیال رکھتے ہیں سو فرمایا کہ جو برا کریگا سزا پاویگا۔ کوئی ہو حمایت کسی کی پیش نہیں جاتی اللہ کا پکڑا وہی چھوڑے تو چھوٹے دنیا کی مصیبت میں آدمی قیاس کرلے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی چہ نوع با الشان معاملہ باید کرد واللہ اعلم **ف۲** مترجم گوید جواب ایں استفتاء

حاشیہ:
ف۱ بشارت ۱۲۔
ف۲ ترغیب ۱۲۔
ف۳ سورت کے دونوں حصوں کے آخر میں تین احکام (دوم اور چودھویں حکم رعیت اور نویں حکم سلطانی) پر مزید روشنی ڈالی جا رہی ہے ۱۲۔
ف۴ دوسرے حکم رعیت پر تنویر یعنی دوسرے حکم کا یہ مقصد نہیں کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح جائز نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ انصاف کرو ۱۲۔
ف۵ لفظ اللہ پر معطوف ہے اور معطوف علیہ کا بیان ہے یعنی اللہ اس آیت وان خفتم الا تقسطوا فی الیتٰمٰی کے ذریعے فتویٰ دیتا ہے ۱۲

تفصیلے داشت پس خدا تعالیٰ بعض مسائل را حوالہ فرمود بر آیات سابقہ و آں مسئلہ تحریم ظلم بر یتامی النساء است و بعض را اینجا جواب داد و آں مسئلہ نشوز و تحریم میل کلی بیک زن و اعراض از زن دیگر و اباحت طلاق در صورت ضرورت واللہ اعلم ۱۲ **ف۳** مترجم گوید در نکاح زنان یتیمہ رغبت میکردند بسبب براعت جمال و حداثت سن و در ادائے نفقہ و مہر تقصیر می نمودند واللہ اعلم ۱۲۔

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ لا وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى

اور حکم ہے ناتوان لڑکوں کا اور یہ کہ قائم رہو یتیموں کے حق میں

بِالْقِسْطِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ

انصاف پر اور جو کروگے بھلائی سو وہ اللہ کو

عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ

معلوم ہے ف۱ اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے ۵۵ش یا

اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط

جی پھر جانے سے تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر کہ کرلیں آپس میں کسی طرح صلح

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ط وَاِنْ

اور صلح خوب چیز ہے اور دلوں کے سامنے موجود ہے حرص ف۲ اور اگر

تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾

تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے ف۳

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

اور تم ہرگز برابر نہ رکھ سکوگے عورتوں کو اگرچہ اس کی حرص کرو

فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ط وَاِنْ

سو بالکل پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک عورت کو جیسے ادھر میں لٹکتی ف۴ اور اگر

تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٢٩﴾ وَاِنْ

اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اور اگر

يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ط وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا

دونوں جدا ہوجاویں تو اللہ ہر ایک کو بے پرواہ کردے گا اپنی کشائش سے اور اللہ کشائش والا

حَكِيْمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَ

تدبیر جاننے والا ہے اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں ۵۹ش اور

ف۱ یعنی حق کی تنبیہ پر معطوف ہے ۱۲ ف۲ واؤ تفسیریہ ان تقوموا یفتیکم کی تفسیر یا واؤ کے بعد یامرکم محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں یتیم لڑکیوں اور کمزور مردوں کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ ہر طرح سے انصاف کرو ۱۲ ف۳ چودھویں حکم رعیت پر تنویر یعنی اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ مردوں کو چاہئے کہ وہ حتی الامکان درگذر کریں اور پہلی بیوی کو کالمعلقہ نہ کریں اسکا یہ مقصد نہیں کہ ہر ایک پورا پورا حق وصول کرے ف۴ ہر ایک اپنے حقوق پر حریص ہوتا ہے اور اپنا حق نہیں چھوڑتا ۱۲ ف۵ یعنی درگذر کرو ۱۲ ف۶ ضمیر جائے پہلی بیوی مراد ہے ۱۲ ف۷ یہ تخویف ہے یعنی سب کچھ اللہ ہی کے قبضہ میں ہے

۵۵ش تنویر ثانی یہ چودھویں حکم رعیت پر تنویر ہے وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا الخ (ع ۶) سے شبہ ہوتا تھا کہ اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک کو اسکا پورا حق ملے یہاں اسکا ازالہ کردیا کہ اصلاح سے مراد عام ہے دونوں میں سے خواہ کسی ایک کو اپنے حق سے دستبردار ہونا پڑے جیسا کہ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا سے اسطرف اشارہ ہے یعنی ہر ایک اپنے حقوق پر حریص ہوتا ہے اور کسی طرح اپنا حق چھوڑنا نہیں چاہتا لیکن اگر تم تقاضائے نفس کے خلاف اپنا حق چھوڑ دو اور اس سے درگذر کرو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے تمہارا یہ عمل ضائع نہیں جائیگا بلکہ تمہیں اسکا پورا پورا اجر ملیگا۔ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا الخ جب تم پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرلو تو پورا پورا سولہ آنے عدل انصاف اگرچہ تمہاری طاقت سے باہر ہے لیکن اپنی طاقت کے مطابق ضرور انصاف کرو اور پہلی بیوی کالمعلقۃ مت چھوڑو وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا الخ پہلے تفریق کا ذکر نہیں تھا یہاں یہ بھی فرمادیا کہ اگر دونوں تفریق پر راضی ہوں تو تفریق کرلیں دونوں کا اللہ مالک و رازق ہے اور اپنی مہربانی سے دونوں کی بہتری کے اسباب پیدا کردیگا۔ نشوز کے معنی سرکشی کے ہیں وَاِنْ تُحْسِنُوْا احسان سے یہاں عفو و درگذر مراد ہے بقرینہ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (البقرہ ع ۳۱) **۵۹ش** یہاں سے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا تک تخویف اخروی ہے سب کچھ اللہ کے قبضہ اور اختیار میں ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے مواخذہ اور عذاب سے ڈرو فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ الخ اعادہ برائے تاکید مزید۔

موضح قرآن ف۱ اس سورت کے اول میں تقید تھا یتیم کے حق کا اور فرمایا تھا کہ لڑکی یتیم جس کا ولی نہیں مگر چچا کا بیٹا اگر جانے کہ میں اسکا حق نہ ادا کرونگا تو اب اسکو نکاح میں نہ لاوے کسی اور کو دے کہ آپ اس کا حمایتی رہے تو مسلمانوں نے ایسی عورتوں کو نکاح میں لانا موقوف کیا پھر دیکھا کہ بعضی جگہ لڑکی کے حق میں بہتر ہے کہ اپنا ولی ہی نکاح میں لاوے جو وہ اس کی خاطر کریگا غیر نہ کریگا تب حضرت سے رخصت مانگی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ رخصت ملی اور فرمایا کہ وہ جو کتاب میں منع سنا تھا سو جب ہے کہ اُن کا حق پورا نہ دو اور یتیم کے حق کی تاکید تھی اور جو بھلائی کیا چاہو تو رخصت ہے ف۲ یعنی مرد کا دل پھرا دیکھے اور عورت اپنا حق کچھ چھوڑ دے تو روا ہے اور جیوں کے سامنے دھری ہے حرص یعنی مال بچانا ہر کسی کو خوش لگتا ہے البتہ مرد راضی ہوجاوے گا ف۳ یعنی انسان کی طبع میں مال کی حرص ہے اور ایک عورت پر زیادہ ڈھلا سو چاہیئے تا مقدور آپ کو بچاتا رہے بعد اس کے اللہ بخشنے والا ہے اور ادھر میں لٹکتی یہ کہ نہ اسکو آپ آرام سے رکھو نہ چھوڑ دو کہ اور کسی سے نکاح کرے

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی از بخل غائب نمی شوند و آنرا نمی گذارند واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید معلقہ زنیست کہ نہ بیوہ باشد و نہ با او شوہر او موافقت کند واللہ اعلم ۱۲۔

لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
ہم نے حکم دیا ہے پہلے کتاب والوں کو

وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ
اور تم کو کہ ڈرتے رہو اللہ سے اور اگر نہ مانوگے تو

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ
اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور

اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
اللہ ہے بے پرواہ سب خوبیوں والا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں ف۱ اور

مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ
جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ کافی ہے کارساز ف۱ اگر چاہے

يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ
تو تم کو دور کردے اے لوگو اور لے آئے اور لوگوں کو

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ
اور اللہ کو یہ قدرت ہے جو کوئی

يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ
چاہتا ہو ثواب دنیا کا سو اللہ کے یہاں ہے ثواب

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾
دنیا کا اور آخرت کا اور اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے ف۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ
اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر ف۹۰

شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ
گواہی دو اللہ کی طرف کی اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا

ع ۱۹ ۸ ۱۶

ت ۹۰ تنویر ثالث یہ حکم سلطانی پر تنویر ہے وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اصل میں تھا ولو کانت الشهادة على انفسكم (مدارک ج ۱ ص ۱۹۹) یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ کسی غریب آدمی کو فائدہ پہنچانے کے لئے یا ماں باپ کی رعایت کی خاطر یا کسی بڑے آدمی کی اصلاح کی خاطر شاید گواہی میں کمی بیشی جائز ہو گی تو فرمایا کہ یہ ہرگز جائز نہیں بلکہ شہادت میں کسی کی رو رعایت مت کرو اور ہمیشہ گواہی پوری پوری ادا کرو۔ نویں حکم سلطانی سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ گواہی ہمیشہ سچی اور صحیح دینی چاہیئے۔ اس ... اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا الخ یعنی اگر کوئی غنی ہے یا فقیر تو تم ان کا معاملہ خدا کے سپرد کر دو وہ ان کے حال کو اور ان کی بہتری کو تم سے زیادہ جانتا ہے والمعنى وكلوا امرهم الى الله تعالى فهو اعلم بهم و بحالهم (خازن ج ۱ ص ۵۰۰) اس لئے تم اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے گواہی میں کمی بیشی مت کرو ان تعدلوا یا تو عدول (بمعنی حق سے اعراض) سے ماخوذ ہے یا عدل ضد جور سے دونوں صورتوں میں بتقدیر مضاف ماقبل کا مفعول لہ ہے وان تعدلوا من العدول عن الحق او من العدل وهو القسط فعلى الاول يكون التقدير ارادة ان تجوروا او محبة ان تجوروا وعلى الثاني يكون التقدير كراهة ان تعدلوا بين الناس و تقسطوا (مدارک ج ۱ ص ۱۹۹ و بحر ج ۳ ص ۳۷۰ واللفظ له) پہلی صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ تم حق اور انصاف سے روگردانی کی نیت سے خواہش نفس کی پیروی مت کرو اور دوسری صورت میں مفہوم یہ ہو گا تم عدل و انصاف کو ناپسند کرتے ہوئے خواہش نفس کا اتباع مت کرو۔

موضح قرآن ف۱ تین بار فرمایا کہ اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں پہلی بار کشائش کا بیان ہے دوسری بار بے پروائی کا اگر تم منکر ہو تیسری بار کارسازی کا اگر تم تقویٰ پکڑو ف۲ یعنی سب ملکر شرع پر قائم ہو تو اللہ دنیا بھی دے اور آخرت بھی۔

إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا
اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا خیرخواہ تم سے زیادہ ہے سو
تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ
تم پیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں اور اگر تم زبان ملوگے یا
تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿١٣٥﴾ يَا أَيُّهَا
بچا جاؤگے تو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے ف۱ اے
الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ
ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر
الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ
جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی
مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَ
پہلے ف۹۱ اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور
رُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١٣٦﴾
رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دور جا پڑا ف۲ ف۱
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا
جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے ف۹۲
ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا
پھر بڑھتے رہے کفر میں ف۲ تو اللہ ان کو ہرگز بخشنے والا نہیں اور نہ
لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ﴿١٣٧﴾ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ
نہ دکھلاوے ان کو راہ ف۳ ف۱ خوش خبری سنادے منافقوں کو کہ ان کے واسطے ہے
عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣٨﴾ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ
عذاب دردناک وہ جو بناتے ہیں کافروں کو اپنا رفیق

ف۹۱ یہاں سے منافقین مدینہ کیلئے زجر ہے۔ آمنوا ماضی سے مراد ایمان باللسان ہے اور آمِنوا سے مراد ایمان بالقلب ہے۔ منافقین جو ظاہری اور زبانی ایمان لائے تھے ان سے فرمایا کہ اخلاص اور دلی اعتقاد کے ساتھ اللہ کی توحید اس کے رسول کی رسالت اور دیگر تمام ضروریات پر ایمان لاؤ۔ الخطاب للمنافقین المومنین ظاھرا فمعنی آمنوا اخلصوا الایمان (روح ج ۵ ص۱۶۹) ای یا ایھا الذین آمنوا نفاقا آمنوا اخلاصا (مدارک ج ۱ ص۱۹۵) والمعنی یا ایھا الذین آمنوا بالسنتہم ولم تؤمن قلوبہم آمنوا بقلوبکم الخ (خازن ج ۱ ص۵۰۰) یا آمنو ماضی سے مراد ہے آمنوا بالکتب السابقۃ والرسل السابقین اور آمنوا امر سے مراد آمنوا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن یعنی جو گذشتہ کتابوں اور رسولوں پر لائے ہو آخری رسول اور آخری کتاب پر بھی ایمان لاؤ۔ اس صورت میں خطاب تمام اہل کتاب سے ہوگا۔ قیل ہو خطاب لاہل الکتب جمیعا والمعنی یا ایہا الذین آمنوا بموسیٰ والتوراۃ وبعیسی والانجیل آمنوا بمحمد والقرآن۔ (خازن)

ف۹۲ یہ تمام منافقوں کو زجر ہے اور بار بار ایمان لانے اور کفر کرنے کی مفسرین نے متعدد توجیہیں کی ہیں لیکن سب سے دل لگتی بات یہ ہے کہ اس سے ان کے تردد اور تذبذب کا بیان مقصود ہے۔ قال القفال رحمۃ اللہ علیہ ولیس المراد بیان ھذا العدد بل المراد ترددھم کما قال مذبذبین بین ذالک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء (کبیر ج ۳ ص۳۸۷) اور ازدادوا کفرا سے مراد یہ ہے کہ کفر کے ساتھ ساتھ کافروں سے اندرونی طور پر دوستی بھی رکھتے ہیں پھر بشر المنافقین سے منافقوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی گواہی میں مخلوق کی خاطر نہ کرو اور محتاج پر ترس نہ کھاؤ اور قرابت نہ دیکھو حق ہو سو کہو اور اگر سچ کہا پر ملی زبان سے کہ سننے کو شبہ پڑا یا تمام قصہ نہ کہا کچھ بات کام کی رکھ لی یہ بھی گناہ ہے ف۲ ایمان والے فرمایا ہے ان کو جو ظاہر میں مسلمان ہیں سو ان کو تقید ہے کہ جبتک دل سے یقین نہ لادیں ان سب چیزوں کا تو خدا کے یہاں مسلمان نہیں ف۳ یعنی ظاہر میں مسلمان رہے اور دل سے بھٹکتے رہے تو اگر آخر کو بے یقین مرے تو کافر کے برابر ہیں ان کو بخشش نہیں اور ظاہر کی مسلمانی سے وہاں راہ نہ ملے گی۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید مراد آنست کہ ہر کہ در ملت اسلامیہ داخل شد او را بتفصیل تصدیق ایں چیز ہا باید کرد۔ واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی اصرار کردند ۱۲ ف۳ مترجم گوید از ینجا وعید منافقان بیان میفرماید واللہ اعلم ۱۲۔

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ
مسلمانوں کو چھوڑ کر ۹۳ کیا ڈھونڈھتے ہیں ان کے پاس عزت سو
الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ
عزت تو اللہ کے واسطے ہے ساری اور حکم اتار چکا تم پر قرآن میں کہ
اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا
جب سنو اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے تو نہ بیٹھو
مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا
ان کے ساتھ یہاں تک کہ مشغول ہوں کسی دوسری بات میں نہیں تو تم بھی
مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ
انہیں جیسے ہوگئے اللہ اکٹھا کرے گا منافقوں کو اور کافروں کو دوزخ میں
جَمِيْعًا ﴿۱۴۰﴾ ۨالَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ
ایک جگہ ف۱ وہ منافق جو تمہاری تاک میں رہیں پھر اگر تم کو
فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ
فتح ملے اللہ کی طرف سے تو کہیں کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ ف۱ اور اگر
لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ
نصیب ہو کافروں کو تو کہیں کیا ہم نے گھیر نہ لیا تھا تم کو ف۲ اور
نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ
بچا دیا تم کو مسلمانوں سے ف۳ سو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں
الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
قیامت کے دن اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر
سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ
غلبہ کی راہ ف۴ ف۵ البتہ منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا

ع ۲۰ ۱۷

منزل ۱

رالتحریف اخروی ۱۲

۲ منافقین کی ایک

نفاق کا بیان ہے رجب ۱۲

۲ منافقین کے نفاق کا بیان ہے رجب ۱۲

۹۳ یہ منافقین کی ایک خباثت کا بیان ہے کہ ظاہری طور پر تو وہ ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن پوشیدہ طور پر ان کی دوستی کافروں سے ہے اور ان کی دلی ہمدردیاں بھی کافروں کے ساتھ ہیں اور جب وہ آپس میں بیٹھتے ہیں تو اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اس لئے ایمان والو تم ان سے الگ رہو۔ اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ان کے دلوں کے کھوٹ کا یہ حال ہے کہ ہر وقت تم پر مصیبت کے منتظر رہتے ہیں اور ان کی دو رخی پالیسی کا نمونہ بھی دیکھ لو جب اللہ کی طرف سے تم کو کافروں پر فتح حاصل ہوتی ہے تو تم پر اپنا حق جتلاتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ تھے اور جہاد میں تمہارے شریک تھے اور اگر اتفاق سے کافروں کی فتح ہوگئی تو فوراً ان کے پاس پہنچکر ان پر اپنا احسان جتلاتے ہیں کہ ہم (مسلمانوں کی فوج) بوجہ منافقت اور ظاہری اسلام اپنے کو مسلمانوں میں شامل کرتے ہیں، تم پر غالب آچکے تھے مگر ہم نے اپنی خوش تدبیری سے لڑائی کا رخ بدل دیا اور تمہاری شکست فتح میں تبدیل ہوگئی یہ محض اس لئے ہوا کہ ہم نے تمہاری خفیہ طور پر مدد کی اور تمہیں پناہ دی اور مسلمانوں کو تم سے روک لیا۔

موضح قرآن ف۱ جو شخص ایک مجلس میں اپنے دین کے عیب سنے پھر انہی میں بیٹھے اگرچہ آپ نہ کہے وہ منافق ہے ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص راہ حق میں ہو اور گمراہوں سے بھی بنائے رکھے یہ بھی نفاق ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی از زمرۂ شما ایم ۱۲ ف۲ مترجم گوید یعنی خواہ مخواہ شما را مصلحت دادیم کہ با مسلماناں بجنگید و نگذاشتیم کہ بمصلحت دیگر عمل کنید واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی سعی کردیم کہ ضرر مسلماناں بشما نرسد واللہ اعلم ۱۲ ۔ ف۴ مترجم گوید یعنی نشود کہ اسلام را استاصل گردانند واللہ اعلم ۱۲ ۔

وَإِذَا قَامُوٓا إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ قَامُوا۟ كُسَالَىٰ يُرَآءُونَ ٱلنَّاسَ
اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں ہارے جی سے لوگوں کو دکھانے کو
وَلَا يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٤٢﴾ مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَٰلِكَ
اور یاد نہ کریں اللہ کو مگر تھوڑا سا ادھر میں لٹکتے ہیں دونوں کے بیچ
لَآ إِلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ فَلَن
نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف اور جس کو گمراہ کرے اللہ تو ہرگز نہ
تَجِدَ لَهُۥ سَبِيلًا ﴿١٤٣﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟
پاوے گا تو اس کے واسطے کہیں راہ اے ایمان والو نہ بناؤ
ٱلْكَٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۚ أَتُرِيدُونَ
کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر ۹۴ کیا لیا چاہتے ہو
أَن تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَٰنًا مُّبِينًا ﴿١٤٤﴾ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ
اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح بے شک منافق ہیں
فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ﴿١٤٥﴾
سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے اور ہرگز نہ پاویگا تو ان کے واسطے کوئی مددگار
إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ وَأَصْلَحُوا۟ وَٱعْتَصَمُوا۟ بِٱللَّهِ وَأَخْلَصُوا۟
مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص
دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُو۟لَٰٓئِكَ مَعَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ
حکم بردار ہوئے اللہ کے سو وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ اور جلد دے گا
ٱللَّهُ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٤٦﴾ مَّا يَفْعَلُ ٱللَّهُ
اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب کیا کرے گا اللہ تم کو
بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَءَامَنتُمْ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ﴿١٤٧﴾
عذاب کر کے اگر تم حق کو مانو ۹۵ اور یقین رکھو اور اللہ قدر دان ہے سب کچھ جاننے والا

مسئلہ زجر برائے منافقین ۱۲

مسئلہ تخویف اخروی برائے منافقین ۱۲

مسئلہ بشارت برائے مومنین مخلصین ۱۲

مسئلہ تخویف دنیوی برائے منافقین مع زجر ۱۲

۹۴ یہ خطاب بھی انہی لوگوں سے ہے جو منافقانہ طور پر مومن تھے اور کافروں سے دوستی رکھتے تھے یا یہ خطاب عام ہے مومنوں اور منافقوں سب کو شامل ہے قال ابن عطیۃ خطاب للمؤمنین یدخل فیہ بحکم الظاہر المنافقون المظہرون للایمان (بحر ج ۳ ص ۳۷۹) إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ فِى ٱلدَّرْكِ ٱلْأَسْفَلِ مِنَ ٱلنَّارِ یہ منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُوا۟ وَأَصْلَحُوا۟ یہ حکم مذکور سے استثنا ہے یعنی جن منافقوں نے نفاق سے توبہ کرلی اور دل کے اخلاص سے ایمان قبول کر لیا ان کو مذکورہ بالا عذاب نہیں ہوگا بلکہ جنت میں مخلص مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم پائیں گے۔

۹۵ یہ خطاب منافقوں سے ہے یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے نعامات کی قدر شناسی کرو اور اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ تو اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہیں بلا وجہ عذاب دے وہ تو قدر دان ہے اور سب کچھ جانتا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس پر خالص ایمان لائے وہ ضرور اسکو اچھا بدلہ دے گا۔